﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد16 | جمعۃ المبارک 16/اکتوبر2009ء | 26/شوال 1430 ہجری قمری ❁ 16/اخاء 1388 ہجری شمسی | شمارہ 42

حاکموں کے لئے نصائح

حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:۔
جوامام یا حاکم حاجتمندوں، ناداروں اورغریبوں کیلئے اپنادروازہ بندرکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات کیلئے آسمان کا دروازہ بند کردیتا ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الاحکام باب فی امام الرعیة حدیث نمبر:1253)

دین کی تعلیم کوتازہ رکھنے کے لئے، غافلوں کو جگانے کے لئے اوراللہ تعالیٰ کی روحانی بادشاہت کودنیا میں قائم کرنے کے لئے سلسلۂ وحی ضروری ہے۔

انبیاء کا کام ہے کہ خدا کی وحی کو دنیا تک پہنچا کراس کی نجات کا سامان کریں۔انبیاء کے بعد انبیاء کے ماننے والوں کی ذمہ داری ہوجاتی ہے کہ اس پیغام کو جو نبی پراترا ہے آگے پہنچائیں اور دنیا میں پھیلائیں۔

آج یہی کام ہراحمدی کا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہیں، آپ کو اس زمانہ کا امام اور مسیح ومہدی مانا ہے تو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگاتے ہوئے اس مشن کی تکمیل کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہوجائیں اوراس کام کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں جس کے لئے مسیح محمدی کو خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا۔

اس مقصد کے حصول کے لئے خاص کوشش کے ساتھ دعوت الی اللہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر ملک اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں کے رہنے والے احمدیوں کو خاص پلاننگ کرکے اس کام کوسرانجام دینے کی ضرورت ہے۔صرف دو چار فیصد تک یہ پیغام پہنچا کر ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہوجاتے۔ دنیا ایک پاک انقلاب چاہتی ہے۔

ایشیا، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، جزائر کے رہنے والوں اور افریقہ، ہندوستان، پاکستان اور عرب کے رہنے والے احمدیوں کو مسیح موعود و مہدی معہود کے پیغام کو ہر شہر، ہر قصبے اور ہر گلی میں پہنچانے کی کوشش کرتے چلے جانے کا ولولہ انگیز پیغام۔

(حدیقۃ المہدی میں جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء کے موقع پر آیات قرآن مجید، عربی لغت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے وحی والہام کے جاری رہنے سے متعلق بصیرت افروز اختتامی خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

(قسط نمبر 2)

اب جیسا کہ لغت کے معنوں میں بھی ہم نے دیکھا اوران جگہوں پر بھی وحی کے یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے دل میں بات ڈالی کہ یہ کرو۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

’’جو شخص اللہ تعالیٰ اوراس کی آیات پر ایمان لاتا ہے اُس پر واجب ہے کہ وہ اس بات پر بھی ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی طرف چاہے وحی کرتا ہے خواہ وہ رسول ہو یا غیر رسول۔اور وہ جس سے چاہتا ہے کلام کرتا ہے خواہ وہ نبی ہو یا محدّثوں میں سے کوئی ہو۔......اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ خبر دی ہے کہ اُس نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے کلام کیا......اور پھر اس طرح اس نے مسیح ناصری علیہ السلام کے حواریوں کی طرف وحی کی‘‘۔

(تحفہٴ بغداد۔ روحانی خزائن جلد 7صفحہ 21-22۔ حا شیہ ۔ ترجمہ عربی عبارت)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ’’ اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں بعض مردوں اور عورتوں سے متعلق خبر دی ہے کہ ان کے ربّ نے ان سے کلام کیا اور انہیں مخاطب کیا۔انہیں بعض باتوں کے کرنے کا حکم دیا اور بعض امور سے منع کیا۔وہ ربّ العالمین کی طرف سے نہ تو نبی تھے اور نہ ہی رسول‘‘۔فرمایا کہ’’ حضرت موسیٰ کی والدہ کو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (القصص:8)۔پس اے منصف اور عقل مند تم اس بات پر غور کرو کہ اس امت میں جو خَیْرُ الْاُمَم ہے کیوں بعض مردوں سے خدا تعالیٰ کا کلام کرنا جائز نہیں حالانکہ اس نے تم سے پہلی امتوں کی عورتوں سے بھی کلام کیا ہے اور پہلوں کی مثالیں تمہارے پاس موجود ہیں‘‘۔

(حمامة البشریٰ ۔ روحانی خزائن جلد 7صفحہ 297۔ ترجمہ عربی عبارت)

پس ہم تو اس یقین پر قائم ہیں کہ آج بھی اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر وحی کرتا ہے جن کی فطرت نیک ہے اور جن کا انجام بخیر کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے وحی کے ذریعے انہیں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کے لئے کھڑا کردیتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ: یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ (تذکرہ صفحہ 39) یعنی ہم تیری مدد ان لوگوں سے کریں گے جن کے دل میں ہم الہام کریں گے تو اللہ تعالیٰ یہ وحی کر بھی رہا ہے اور آج تک کرتا چلا جارہا ہے۔کل مَیں نے چند واقعات پیش کئے تھے۔ بیشمار ایسے واقعات ہیں جو بعض شامل ہونے والے بتاتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

اس وضاحت کے بعد اب مَیں دوبارہ اس طرف آتا ہوں۔جیسا کہ لغت کے معنوں میں ہم نے دیکھا ہے کہ ان جگہوں پر وحی کے یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے دل میں بات ڈالی کہ یہ کرو۔

پھر آسمان کی طرف بھی وحی کا ذکر ہے جیسا کہ فرمایا فَقَضٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا ۔ وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَحِفْظًا۔ ذٰلِکَ تَقْدِیْرُالْعَزِیْزِالْعَلِیْمِ(حم سجدہ:13)

پس اس نے ان کو دو زمانوں میں سات آسمانوں کی صورت میں تقسیم کردیا اور ہر آسمان کے قوانین اس میں وحی کئے اور ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں اور حفاظت کے سامانوں کے ساتھ مزین کیا۔ یہ کامل غلبے والے اور صاحب علم کی تقدیر ہے۔

آسمان کے سپرد بھی کام ہیں جو سیاروں اور ستاروں اور جو مختلف گیسز ہیں فضا میں ان کے سپرد مفوضہ کام کئے گئے ہیں۔

زمین پروحی کا ذکر بھی ملتا ہے سورۃ زلزال میں جیسا کہ فرمایا یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا۔بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا (سورة الزلزال آیات5-6)اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی کیونکہ تیرے ربّ نے اسے وحی کی ہوگی۔

یہ آخری زمانہ کے حالات کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے۔اوراُن حالات میں جو حالات کی تبدیلی ہوگی اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق زمین ان باتوں کا اظہار کرے گی۔یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب کچھ ظاہر ہو جائے گا اور جو آج کل ہو رہا ہے دنیا دیکھ رہی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی جیسا کہ فرماتا ہے کہ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ(النحل:69)اور تیرے ربّ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی

کی کہ پہاڑوں میں بھی اور درختوں میں بھی اور اُن بیلوں میں بھی گھر بنا جو اونچے سہاروں پر چڑھاتے ہیں ۔

اب یہ وحی کہ کہاں کہاں گھر بنانے ہیں۔ یہ وحی کیا ہے؟ یہ وحی مکھی کی وہ اندرونی صلاحیتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مکھی میں پیدا کی ہوئی ہیں۔اور پھر اگلی آیت میں فرماتا ہے ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا۔ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (النحل:70)۔کہ ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا اور اپنے ربّ کے راستوں پر عاجزی کرتے ہوئے چل۔ ان کے پیٹوں میں سے ایسا مشروب نکلتا ہے جس کے مختلف رنگ ہیں اور اس میں انسانوں کے لئے ایک بڑی شفا ہے یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑا نشان ہے۔

اس کا بھی ذکر فرمایا کہ وہ چھتے بنانے کے بعد شہد بناتی ہے جو تمہارے لئے شفا ہے اور عقل رکھنے والے اور سوچ،فکر کرنے والوں کے لئے نشان ہے۔بغیر سوچے سمجھے یہ کہہ دینا کہ وحی نہیں ہوسکتی یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استہزاء کرتے ہوئے کہنا کہ ان پر وحی نہیں ہوسکتی۔اللہ تعالیٰ نے یہ مثالیں دے کر اور دوسری مثالیں دے کر فرمایا کہ کارخانہ قدرت وحی پر بنیاد کرتا ہے۔سائنس دانوں نے شہد کی مکھی پر جو تحقیق کی ہے اور اس نظام کے متعلق جو بتایا گیا ہے وہ ایک حیرت انگیز نظام ہے اور یہ مکھیاں اپنی ملکہ کی حفاظت کرتی ہیں۔اس کے لئے خوراک کا نظام ہے۔ ہر ایک مکھی کا اپنے اپنے فرض کی سرانجام دہی کا نظام ہے۔اس بارے میں اب تو اخباروں میں بھی اور کتابوں میں بھی اور انٹرنیٹ وغیرہ پر بڑی معلومات مل جاتی ہیں۔لیکن یہ قرآن کریم کی شان ہے کہ چودہ سو سال پہلے اس کی تفصیلات بتائیں۔اس میں ایک تو یہ رہنمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق پر غور کرکے،اس کے کام کو دیکھ کر انسان کو یہ سوچ پیدا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر ایک چیز کا ایک مقصد ہے۔اور دوسرے اس مقصد کو حاصل کرنے یا اس کام کو سرانجام دینے کے لئے جو اس کے سپرد ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتا ہے اور وہ حکم وحی کی صورت میں ملتا ہے۔اور اگر یہ کام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کی گئی طاقتوں کے مطابق کیا جاتا ہے اور جس کا حکم وحی خفی کی صورت میں ملتا ہے یا ظاہری وحی کی صورت میں۔اگر یہ وحی نہ ہو تو یہ کام سرانجام پا نہیں سکتے اور یہی چیز روحانی نظام میں بھی لاگو ہے۔اگر وحی کا نظام مسلسل نہ رہے یا حسب ضرورت اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً جاری نہ رکھے تو جس طرح دنیاوی نظام نہیں چلتا روحانی نظام بھی نہیں چلتا اور نہ ہی چل سکتا ہے۔ دنیا میں جو ایجادات سائنسدانوں کے ذریعہ ہوتی ہیں وہ بھی ایک طرح کی وحی خفی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ایک سائنس دان کے دل میں ایک خیال آتا ہے جس پر وہ کام کرکے اور سوچ کر وہ ایجاد کرتا ہے۔تو بہرحال وحی کا ایک نظام ہے جو جاری نظام ہے۔شہد کی مکھی کے بارہ میں جو یہ آیا کہ پہاڑوں پر گھر بنا یا درختوں میں یا جو عرشے بنائے جاتے ہیں اُن پر یا جو پودوں کی ٹیک کیلئے ہے اُن پر گھر بنا۔حضرت مصلح موعودؓ نے شہد کی مکھی کے ان تین جگہوں پر گھر بنانے کے لئے وحی کئے جانے کو روحانی نظام اور انسانی روحانی نظام کے مدارج کے ساتھ بڑی خوبصورتی کے ساتھ باندھ کر بیان فرمایا ہے۔قرآن کریم کی یہ خوبصورتی ہے کہ ہر بات یا مثال جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے اس کے ظاہری معنوں کے پیچھے ایک گہرا روحانی سلسلہ نظر آتا ہے۔لیکن یہ بھی انہیں کو نظر آتا ہے اور انہیں کو سمجھ آتا ہے جو علم ومعرفت کے موتی تلاش کرنے کے لئے اس میں غوطے لگاتے ہیں۔اس آیت میں انسانوں کی طرف وحی کے لئے یہ اشارہ ہے کہ جس طرح شہد کی مکھی کو مختلف اونچے مقامات پر گھر بنانے کے لئے وحی کی جاتی ہے اسی طرح انسانوں کی وحی کے بھی درجے ہیں۔بعض کی وحی بہت اونچے مقام کی ہوتی ہے۔بعض کی اس سے کم درجے کی اور بعض اُس سے بھی کم درجے کی۔ یہ قرآن کریم کے اس مضمون کی طرف بھی اشارہ ہے کہ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ (البقرۃ:254) کہ یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

اگر ہم سیاق وسباق کو دیکھیں تو شہد کی مکھی کی وحی اور پھر خالص شہد بنانے والی آیات کے آگے پیچھے روحانی نظام کا ہی ذکر چل رہا ہے۔اور شہد کے مختلف رنگوں اور شفا کا ذکر کرکے اگلی آیت میں خدا تعالیٰ نے پھر فرمایا: وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰکُمْ وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (النحل:71) اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور پھر وہ تمہیں وفات دے گا اور تم ہی میں سے وہ بھی ہے جو ہوش وحواس کھو دینے کی عمر تک پہنچ جاتا ہے تا کہ علم حاصل کرنے کے بعد کلیۃً علم سے عاری ہوجائے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

اب اس کا بظاہر تو شہد کی مکھی سے کوئی جوڑ نہیں لیکن اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (النحل:70) (کہ جو سوچ اور فکر سے کام لیتے ہیں ان کے لئے یقیناً اس میں بہت نشان پائے جاتے ہیں) کہہ کر یہ بتایا کہ غور کرو کہ انسانوں پر جو وحی ہوتی ہے اور جس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے ان میں سے۔اکثر آیات تو انبیاء پر وحی کے ذکر میں ہی ہیں کہ انبیاء پر وحی روحانی شفا کے لئے ہوتی ہے۔اور ہر زمانے میں شفا کی ضرورت ہے۔قوموں کی روحانی حالت سنوارنے کے لئے بھی نبی مبعوث ہوتے رہے۔اللہ تعالیٰ نے یا تو نئی شریعت اتاری جو گزشتہ سے بہتر تھی،جو شفا کی زیادہ بہتر خاصیت رکھتی تھی یا پھر اُسی شریعت کو انبیاء کے ذریعہ سے جاری رکھا۔ یہ اس لئے کہ قوموں کی روحانی حالتوں میں جو زوال آیا اور قومی لحاظ سے وہ ارذل العمر کو پہنچے اور اپنی تعلیم کو بھلا دیا تو وحی کے ذریعہ پھر خدا تعالیٰ اسے تازگی دے اور جو تازہ روحانی شہد ہے اسے پہنچتا رہے۔اور انبیاء میں جو مقام آنحضرت ﷺ کو ملا جن کی وحی کا معیار اور مقام بھی اونچا ترین ہے۔آپ افضل الرسل ہیں۔اور خاتم النبیین ہونے کے لحاظ سے اور شریعت کامل اور مکمل ہونے کے لحاظ سے آپؐ کا زمانہ قیامت تک کا زمانہ ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے اس قانون کے تحت کہ زوال آتا ہے اور اس کی پیشگوئی بھی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ ظلمت اور اندھیرے کا زمانہ اور دور آئے گا۔ وہ دور آیا۔ گو اُمّت میں اللہ تعالیٰ مجددین اور اولیاء بھیجتا رہا جو اپنے دائرے اور علاقے میں روشنی پھیلاتے رہے۔ اور پھر آخر میں خاتم الخلفاء مسیح ومہدی موعود کو بھیجا تا کہ قرآن کریم جو شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ہے، جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔جس کو بھلا کر مسلمان اندھیروں میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ (اس کے ذریعہ) مسلمانوں کی وہ شان، وہ شوکت جو کسی زمانہ میں تھی اس شان اور شوکت کو دوبارہ بحال اور قائم کرے اور وہ اس صورت میں ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے براہِ راست راہنمائی حاصل کرکے وہ حقائق اور وہ معارف جو قرآن کریم کے ہر ہر لفظ میں پوشیدہ ہیں دنیا کے سامنے پیش کرے۔ پس اللہ تعالیٰ جو علیم وقدیر ہے جس کا علم بھی لافانی ہے اور جس کی قدرتیں بھی لازوال ہیں وہ اپنے نظام کو قائم کرنے کے لئے الہام کرتا ہے اور وحی نازل کرتا ہے اور جس پر چاہے نازل کرتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب مکھی کی وحی اب تک منقطع نہیں ہوئی تو انسانوں پر جو وحی ہوتی ہے وہ کیسے منقطع ہوسکتی ہے۔اور حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ شاہ صاحبؒ بھی وحی کے قائل تھے۔

(البدر جلد2 نمبر33 مورخہ 4/ستمبر 1903 صفحہ 256 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد3 صفحہ 13-12)

حضرت مسیح موعودؑ اپنے اس مقام کے بارے میں جو خدا تعالیٰ نے آپ کو آنحضرتؐ کی غلامی میں اس زمانہ میں عطا فرمایا ہے تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’وہ خدا جو اس دنیا کا بنانے والا، اور آئندہ زندگی کی جاودانی امیدیں اور بشارتیں دینے والا ہے اس کا قدیم سے یہ قانون قدرت ہے کہ غافل لوگوں کی معرفت زیادہ کرنے کے لئے اپنے بعض بندوں کو اپنی طرف سے الہام بخشتا ہے اور ان سے کلام کرتا ہے اور اپنے آسمانی نشان اُن پر ظاہر کرتا ہے۔اور اس طرح وہ خدا کو روحانی آنکھوں سے دیکھ کر اور یقین اور محبت سے معمور ہو کر اس لائق ہو جاتے ہیں کہ وہ دوسروں کو بھی اس زندگی کے چشمے کی طرف کھینچیں جس سے وہ پیتے ہیں تا غافل لوگ خدا سے پیار کرکے ابدی نجات کے مالک ہوں اور ہر ایک وقت میں جب دنیا میں خدا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور غفلت کی وجہ سے حقیقی پاک باطنی میں فتور آتا ہے تو خدا کسی کو اپنے بندوں میں سے الہام دے کر دلوں کو صاف کرنے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔سو اس زمانے میں اس کام کے لئے جس شخص کو اس نے اپنے ہاتھ سے صاف کرکے کھڑا کیا ہے وہ یہی عاجز ہے‘‘۔

(کشف الغطا، روحانی خزائن جلد14 صفحہ191)

پس دین کی تعلیم کو تازہ رکھنے کے لئے، غافلوں کو جگانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی روحانی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے سلسلہ وحی ضروری ہے اور اس زمانے میں (اللہ نے) اپنی خاص قدرت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی وحی والہام سے حصہ دیا تا کہ کشتیٔ اسلام تمام طوفانوں کا سامنا کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتی رہے۔آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ’’اِصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَقُمْ وَاَنْذِرْ فَاِنَّکَ مِنَ الْمَامُوْرِیْنَ‘‘۔(تذکرہ صفحہ409) کہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے ماتحت کشتی تیار کر اور اٹھ اور ڈرا کیونکہ تو مامور ہے۔پس اس کے بعد سے دنیا دیکھ رہی ہے کہ جب سے آپ کا دعویٰ ہے دنیا میں زمینی اور آسمانی آفات کا آنا اور دنیا کی تباہی جن سے آپ نے دنیا کو ڈرایا تھا ان میں بڑی تیزی آچکی ہے۔آپ پر خدا تعالیٰ کی وحی کے اترنے کی یہ روشن دلیل ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُوْلِی الْاَبْصَارِ۔پس اے بصیرت رکھنے والو عبرت حاصل کرو۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انسانوں پر کس طرح وحی نازل فرماتا ہے۔قرآن کریم اس بارہ میں کیا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ شوریٰ میں فرماتا ہے: مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ۔ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ (الشوریٰ:52) اور کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اُس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اس کے اذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت بلند شان اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ہم عملاً دیکھتے ہیں کہ تین ہی طریقے ہیں خدا تعالیٰ کے کلام کرنے کے، چوتھا کوئی نہیں۔نمبر 1۔رؤیا، نمبر2۔مکاشفہ، نمبر3۔وحی ....۔مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ سے مراد رؤیا کا ذریعہ ہے۔مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ کے معنی یہ ہیں کہ اس پر استعارے غالب رہتے ہیں جو حجاب کا رنگ رکھتے ہیں‘‘۔خوابیں آتی ہیں تو اشاروں میں آتی ہیں کھل کر نہیں آتیں اور ’’یہی رؤیا کی ہیئت ہے‘‘۔

فرمایا: ’’یُرْسِلَ رَسُوْلًا سے مراد مکاشفہ ہے۔رسول کا تمثّل بھی مکاشفہ میں ہی ہوتا ہے۔کشف کی شکل میں۔ اور مکاشفہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ تمثلات ہی کا سلسلہ ہوتا ہے‘‘۔(الحکم جلد 10 نمبر35 مورخہ 10/ اکتوبر 1906ء صفحہ 10۔بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد چہارم صفحہ 112) یعنی پیغام رساں کا آنا بھی کشفی حالت ہی ہے جس میں خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔پس پیغام لانے والے یا فرشتے کا ظاہر ہونا کشفی رنگ رکھتا ہے اور کشفی حالت کی حقیقت یہی ہے کہ اس میں فرشتے اپنا پیغام پہنچاتے ہیں۔

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’کلام الٰہی کی تین قسمیں ہیں۔وحی، رؤیا، کشف۔وحی وہ ہے جو کسی واسطے کے بغیر نبی کے پاک اور مطہر دل پر نازل ہو اور یہ کلام زیادہ صاف اور روشن ہوتا ہے۔اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے‘‘ (مجلس میں سامنے ایک نابینا حافظ صاحب بیٹھے ہوئے تھے) فرمایا ’’کہ مثلاً یہ حافظ صاحب نابینا جو ہمارے سامنے بیٹھے ہیں وہ ہمارے کلام کے سننے میں ہرگز کوئی غلطی نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ سنی ہوئی آواز ہمارے غیر کی آواز ہوسکتی ہے۔اگرچہ وہ ظاہری آنکھ سے ہمیں نہیں دیکھ رہے‘‘۔(لیکن پھر بھی یقین ہے کہ یہ آواز جو ہے کس کی ہے)۔

’’دوسری قسم رؤیا اور خواب ہے کہ یہ کلام رنگین اور لطیف ہوتا ہے اور اس میں کنایہ ہوتا ہے اور وہ ذوالوجوہ ہوتا ہے۔جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا اپنے دونوں مبارک ہاتھوں میں دو کنگنوں کا دیکھنا۔یا اپنی ایک بیوی کے سب سے لمبے ہاتھ دیکھنا۔یا گائے وغیرہ کو دیکھنا۔اس قسم کا کلام تعبیر طلب ہوتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر63

پچھلی قسط میں ہم نے مصر میں جماعت کی تبلیغی مساعی کے سلسلہ کے بعض حالات کا تذکرہ مکرم عبدالمؤمن طاہر صاحب کی زبانی کیا تھا اسی سلسلہ کو ان کی ہی زبانی آگے بڑھاتے ہیں۔

بعض احمدیوں کا ذکر خیر

میرے مصر میں قیام کے دوران کئی ایسے احمدی تھے جن کا ذکر ریکارڈ اور دعا کی خاطر کرنا چاہتا ہوں۔

مکرم کاظم صاحب

اس وقت جماعت کے ایک ممبر مکرم کاظم صاحب تھے جو دراصل مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے بھانجے تھے اور سعودی عرب میں کام کرتے تھے۔ اس دوران انہوں نے ابوالحسن ندوی کی جماعت کے خلاف اعتراضات سے پُر کتاب کا مطالعہ کیا اور اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی لکھا کہ گو مجھے معلوم ہے کہ احمدیت سچی ہے لیکن اس کتاب کی وجہ سے میرے دل میں کچھ شکوک پیدا ہوئے ہیں اس لئے جب تک اس کتاب کا جواب نہیں دیا جاتا اس وقت تک مَیں دوبارہ بیعت نہیں کروں گا۔

اس دوست کے پاس اپنی گاڑی ہوتی تھی اور کہیں آنے جانے کیلئے مکرم عمرو عبد الغفار صاحب انہی کی خدمات حاصل کرتے تھے کیونکہ یہ بڑی خوش دلی سے یہ خدمت پیش کرتے تھے۔ لیکن جب بھی ان کی گاڑی میں بیٹھتے یہ کوئی نہ کوئی سوال کر دیتے۔ اور سوال کرنے کا انداز چبھنے والا ہوتا۔ مجھے یہ بات بہت ناگوار گزرتی کہ یہ احمدی ہوکر اس طرح کا درشت اور تلخ لہجہ کیوں استعمال کرتے ہیں۔ بہرحال مَیں نے ان کے اعتراضات اور ان کے بارہ میں دلائل پر مبنی ایک ڈائری بنا لی تھی۔ ایک دن مَیں نے ان سے پوچھ ہی لیا کہ آپ اس قدر چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ دراصل جب مَیں ایسے لہجے میں سوال کرتا ہوں تو آپ غصے میں آجاتے ہیں اور مَیں نے محسوس کیا ہے کہ آپ غصے میں زیادہ اچھی عربی بولتے ہیں۔ اس وقت تک مجھے ان کی بیعت کے بارہ میں مذکورہ واقعہ کا علم نہ تھا۔ بعد میں مکرم عمرو عبدالغفار صاحب نے ساری تفصیل سے مجھے آگاہ کر دیا۔ کاظم صاحب نے بعد میں باقاعدہ بیعت کر لی تھی لیکن اس کے باوجود جماعت سے ذرا دور دور ہی رہے۔

مکرم محمد کُردی صاحب

اس وقت کے احمدیوں میں ایک استاذ محمد کردی صاحب بھی تھے جن کی عمر اُس وقت 50 سال کے لگ بھگ تھی۔ وہ باقاعدگی سے اس وقت حضور کی خدمت میں خط ارسال کرتے تھے۔ علم اعداد سے انہیں خاصی دلچسپی تھی۔ یہ دوست ٹیچر تھے۔ ان کے دو چھوٹے بچے تھے۔ ہم ان کے پاس اکثر جایا کرتے تھے۔ اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ جب مَیں 1991ء میں دوبارہ مصر گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بچے بڑے ہو چکے تھے اور احمدیت سے دور چلے گئے تھے جبکہ کُردی صاحب خود آخر دم تک احمدیت پر قائم رہے۔ شاید بچوں کے احمدیت سے دور ہونے کی وجہ یہ بھی تھی کہ کُردی صاحب کی بیوی غیر احمدی تھیں۔ کُردی صاحب کے ساتھ بھی میرا ایک بہت دلچسپ واقعہ ہے۔

جب مَیں پاکستان سے مصر روانہ ہونے لگا تو میرے تخصّص کے ٹیوٹر مکرم ملک مبارک احمد صاحب (مرحوم) نے نصیحت کی کہ وہاں جا کر صرف فُصحیٰ عربی بولنا اور لوکل زبان بالکل نہ بولنا کیونکہ اس میں قواعد کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ لہذا مَیں نے مصر پہنچتے ہی سب کو کہہ دیا کہ میرے ساتھ فُصحیٰ عربی ہی بولا کریں۔ احمدی احباب نے اس کی مکمل تائید کی اور تجویز دی کہ چونکہ کردی صاحب پرائمری سکول کے ٹیچر بھی ہیں تو ان سے مدد لی جائے۔ ان کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کام ابھی شروع کردیتے ہیں۔ انہوں نے ایک اخبار سے مجھے ایک پیراگراف پڑھنے کیلئے کہا۔ چونکہ خدا کے فضل سے جامعہ میں عربی کا معیار بہت اچھا ہوتا ہے اور مَیں نے تو پھر عربی تخصص بھی مکرم ملک مبارک احمد صاحب سے پڑھا تھا اس لئے مَیں نے بڑی آسانی سے اسے پڑھ لیا تو وہ بولے انہیں ہماری کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

مکرم فتحی ناصف صاحب

پھر ایک اور احمدی اس وقت وہاں موجود تھے جن کی عمر اس وقت 75 یا 80 سال ہوگی۔ ان کا نام فتحی ناصف صاحب تھا۔ ان کا ایک بیٹا بھی تھا جو اس وقت ازہر میں پڑھتا تھا۔ فتحی صاحب خود تو کبھی کبھار آجایا کرتے تھے لیکن ان کا بیٹا کبھی نہیں آیا۔ عموماً ان کی باتوں میں ایک ڈر سا تھا اس لئے اکثر پیچھے پیچھے ہی رہتے تھے۔ حالانکہ اس وقت وہ سب سے پرانے احمدی تھے۔ غالباً حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب اور مولانا ابو العطاء صاحب کے زمانہ کے احمدیوں میں سے وہی باقی تھے۔

مکرم محمد بسیونی صاحب

مکرم محمد بسیونی صاحب سابقہ صدر جماعت مصر ان دنوں بیمار تھے اور اپنی بہن کے پاس رہتے تھے کیونکہ انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔ مَیں نے عمرو عبدالغفار صاحب سے محترم بسیونی صاحب سے ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ ہم ملنے کے لئے گئے لیکن ایک کمرے میں ہی بیٹھ کر واپس آگئے کیونکہ ان کی طبیعت اس وقت بہت خراب تھی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ یوں ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔ مکرم عمرو عبدالغفار صاحب نے ان کی بہن سے ان کے بعض تفاسیر اور دیگر کتب وغیرہ کے تراجم لے کر محفوظ کر لئے تھے جو بسیونی صاحب نے اپنی صحت کی حالت میں کئے تھے۔ بعد میں ان تراجم میں سے بعض چھپ بھی گئے۔ قبل ازیں ان کے یہ تراجم البشریٰ میں بکثرت چھپتے رہے ہیں۔ بہرحال ایک بات جو یہاں کہنی چاہئے یہ ہے کہ اگر جماعت مصر کے چند لوگ جماعت کے ساتھ چمٹے رہے یا وقتاً فوقتاً وہاں کوئی اکّا دُکّا احمدی ہوتے رہے تو اس میں مکرم بسیونی صاحب کا بہت بڑا دخل تھا۔ آپ نے مسلسل مرکز سے رابطہ رکھا اور جماعت کی طرف سے کوئی خط یا رسالہ یا مضمون یا ریویو آف ریلیجنز کا کوئی شمارہ بھی ان کے ہاتھ لگتا تو فوراً ترجمہ کر کے ساری جماعت میں پھیلا دیتے تھے۔

خاکسار (محمد طاہر ندیم) عرض کرتا ہے کہ ان پرانے احمدیوں نے اپنے ملکوں میں مذہبی آزادی کے زمانے میں اس قدر فدائیت اور اخلاص کے ساتھ دن رات کام کئے ہیں کہ ایسے لگتا ہے کہ احمدیت کی تبلیغ کی لگن اور مصروفیت نے یا تو انہیں اپنی شادی کے بارہ میں سوچنے ہی نہیں دیا یا عین ممکن ہے خود ہی اس وجہ سے شادی نہ کی کہ شادی تو بعد میں بھی ہوسکتی ہے جبکہ ابھی کام کرنے کی عمر ہے اور یہ کام کرنے کا وقت ہے اس لئے اگر ابھی شادی کی تو کہیں بیوی اور بچے ان کے اس کام اور خدمت میں حائل نہ ہوجائیں۔ اس کی ایک مثال بسیونی صاحب مصر میں تھے اور دوسری مثال مکرم منیر الحصنی صاحب شام میں تھے۔ مکرم منیر الحصنی صاحب نے ساری جوانی احمدیت کی تبلیغ اور احمدیوں کی تربیت میں گزار دی۔ مرکز جماعت ہی ان کا گھر تھا، یا شاید یہ کہنا مناسب ہو کہ ان کا گھر ہی مرکز جماعت تھا اور افراد جماعت احمدیہ ان کا خاندان۔ ان کی تربیت اور احمدیت کی تبلیغ ان کے روزانہ کے لازمی کام ہوتے تھے۔ بعد میں انہوں نے بڑھاپے میں شادی کی۔ لیکن ان کی کوئی حقیقی اولاد تو نہ پیدا ہوئی تاہم لاتعداد اپنی روحانی اولاد چھوڑ کے گئے جو آج تک ان کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں، آوازیں بھرّا جاتی ہیں۔ لیکن جب ان کے ملکوں میں پابندیاں لگیں اور خفیہ پولیس کے کارندوں نے احمدیوں کو بلا بلا کر دھمکایا اور مراکز احمدیت پر پہرے بٹھا دیئے گئے اور احمدیوں کو وہاں جانے سے باز رہنے کا مطالبہ کیا گیا اور بصورت دیگر کبھی جیل جانے کی دھمکی دی تو کبھی قتل کی، تب یہ لوگ اپنے گھر کے ہوکر رہ گئے۔ اور اس وجہ سے بچوں میں بھی احمدیت کو راسخ نہیں کر پائے جس کی وجہ سے اکثر کی اولادیں ان کے ساتھ احمدیت پر قائم نہ رہیں۔ پھر جب ایک لمبے عرصہ کے بعد جماعت کی سرگرمیاں دوبارہ شروع ہونے لگیں تو یہ پرانے احمدی ابھی تک پرانے خوف سے نہیں نکل پائے تھے شاید یہ وجہ تھی کہ ان میں سے بعض پیچھے پیچھے رہتے تھے۔ ورنہ فتحی ناصف صاحب تو مجلّہ البشریٰ میں مضامین لکھا کرتے تھے اور بڑے مخلص احمدی تھے۔

عربی لہجہ اپنانے کی ہدایت

مصر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا مجھے یہ ارشاد موصول ہوا کہ ہماری جماعت میں عربی دان تو بہت ہیں لیکن عربوں کے سٹائل میں اور ان کے لہجے کے ساتھ بات کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے عربوں میں بیٹھیں ان سے گفتگو کریں اور دیکھیں کہ وہ کس طرح بات کرتے ہیں پھر ان کے سٹائل اور لہجہ کو اپنائیں۔ چنانچہ مَیں نے اس کے بعد مسلسل چھ ماہ صرف تلفظ درست کرنے پر لگائے۔ شروع میں میرے تلفظ کے خراب ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ہمارے اساتذہ کا بھی تلفظ ایسا ہی تھا یا اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں تھی۔ صرف مکرم نور الحق صاحب تنویر کا تلفظ عربوں کی طرح ہوتا تھا لیکن اپنی جہالت کی وجہ سے ہم اسے تکلّف کا نام دیتے تھے۔

اب اس ضمن میں مجھے ایک اور واقعہ بھی یاد آ گیا غالباً یہ 1980ء یا 1981ء کی بات ہے کہ جامعہ احمدیہ کے ہال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتاب ''سیرۃ الابدال'' کی شرح پر مشتمل لیکچر ہوتا تھا جس میں جماعت کے بڑے بڑے علماء بھی شریک ہوتے تھے۔ مجھے یاد ہے اس میں ایک دفعہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے بھی کھڑے ہوکر جماعت کے ایک عالم سے پوچھا کہ عربی زبان میں ''ض'' کا تلفظ کیا ہے؟ اس سوال کے جواب سے حضور کو اطمینان نہ ہوا۔ جب حضور انور کی طرف سے مجھے عربی تلفظ سیکھنے کا ارشاد موصول ہوا تو مجھے یہ واقعہ بھی یاد آ گیا۔ چنانچہ مَیں نے وہاں سے ایک کتاب بھی خریدی جس کا نام ''اَلْإِمْلَاءِ وَالتَّقْدِيْم'' تھا۔ اس کتاب میں ہر حرف کی آواز کے بارہ میں تصویری رنگ میں راہنمائی کی ہوئی تھی کہ کہاں اس حرف کا مخرج ہے۔ اور جب مَیں یہاں لندن آیا تو جامعہ میں پیش آنے والے اس واقعہ کا ذکر کر کے یہ کتاب حضور انور کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے فرمایا مجھے ملیں۔ ملاقات میں حضور نے فرمایا کہ مجھے باقی حروف کے تلفظ کا تو پتہ ہے لیکن یہ بتائیں کہ ''ض'' کا تلفظ کس طرح ادا ہوتا ہے؟ چنانچہ اس بارہ میں جو بھی مجھے علم تھا اس کی بنا پر حضور انور کی خدمت میں وضاحت پیش کی۔

اس واقعہ سے حضور رحمہ اللہ کی طلب علم کی پیاس کا علم ہوتا ہے اور اس میں ہم سب کے لئے ایک نمونہ ہے۔

ایک مخلصانہ نصیحت

میرے قیام مصر کے دوران مکرم نصیر احمد قمر صاحب نے جو ان دنوں حضورؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے مجھے لکھا کہ جو بھی ترجمہ کرو حضور انور کی خدمت میں بھجوایا کرو تا حضور انور کو بھی علم ہوتا رہے کہ آپ کس سٹیج پر پہنچے ہیں اور اگر حضور انور اس سلسلہ میں ہدایات سے نوازیں تو انہی خطوط پر چل کر حضور کی دعائیں اور برکتیں بھی حاصل ہوتی رہیں۔ نیز نصیحت کی کہ ٹائپ کرنا سیکھو اور اپنے تراجم اچھی طرح ٹائپ کر کے ارسال کیا کرو۔ چنانچہ اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے مَیں نے ٹائپنگ سیکھی جس کا بعد میں بہت فائدہ ہوا۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی نصیحت

جماعت احمدیہ مصر کے ایک بڑے مخلص ممبر تھے اور سب سے زیادہ مدد اور تعاون بھی کرنے والے تھے۔ یہ دوست مختلف امور میں بکثرت اپنی رائے اور مشورہ دیتے تھے لیکن ایک بات تھی کہ اپنی رائے یا مشورہ کو منوانے کیلئے اکثر بہت زیادہ اصرار کیا کرتے تھے اور اس وقت تک دہراتے رہتے تھے جب تک ان کی بات مان نہ لی جائے۔ اس موضوع پر ایک دن مَیں نے خطبہ جمعہ میں بات کی اور کہا کہ مشورہ دینے والے کی ذمہ داری مشورہ دینے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ مرکزی نمائندہ ان تمام مشوروں اور آراء کی روشنی میں جو بہتر خیال کرے وہ فیصلہ کرسکتا ہے۔ کوئی اسے اپنی رائے ہی پر عمل کرنے پر مجبور نہ کرے۔ شاید مَیں نے اس خطبہ میں کافی سختی سے کام لیا۔ رات کو خواب میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کو دیکھا۔ انہوں نے مجھے نصیحت فرمائی کہ عربوں سے نرمی اور محبت کے ساتھ تعامل کیا کریں کیونکہ سختی سے یہ لوگ بدک جاتے ہیں۔

یہ میرے مصر کے ابتدائی ایام کی بات تھی اور الحمدللہ کہ شروع میں ہی اس قسم کی نصیحت مل جانے سے بعد میں مجھے بہت فائدہ ہوا۔

محترم حلمی الشافعی صاحب کا انکسار

مکرم حلمی الشافعی صاحب میرے وہاں جانے کے ایک سال بعد مصر واپس آئے۔ قبل ازیں وہ کسی عرب ملک

میں اپنے کام کے سلسلہ میں قیام پذیر تھے۔حلمی صاحب کے آنے کے باوجود بھی خطبہ جمعہ مَیں ہی دیتا رہا۔لندن سے ''النصر'' نامی ایک رسالہ وہاں جاتا تھا جس میں حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کے خطبات کا خلاصہ ہوتا تھا۔مَیں اس کا ترجمہ کرتا تھا اور حلمی صاحب اس کو بہتر کر دیا کرتے تھے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ تقریباً نیا ترجمہ ہی کر دیا کرتے تھے۔

ایک عجیب بات جو مَیں نے اس عظیم انسان میں دیکھی وہ آج تک کسی اور عرب میں نہیں دیکھی اور وہ یہ کہ وہ بہت بڑے دل کے مالک تھے۔سارا ترجمہ خود کر کے میرے نام لگا دیتے تھے۔بعض اوقات کسی خاص لفظ یا کسی خاص امر میں مَیں نے اگر کوئی تحقیق کی ہوتی اور حلمی صاحب کے سامنے کسی سیاق میں ذکر کر دیتا تو فرمایا کرتے کہ مومن صاحب مَیں تو آپ سے عربی سیکھتا ہوں۔اور یہ بات ایسی ہے جو کوئی عام عربی نہیں کہہ سکتا۔یہ حلمی صاحب کی تواضع کا اعلیٰ مقام تھا۔

بڑے دل والا انسان

حلمی صاحب کا دل بہت بڑا دل تھا۔ان میں جود و سخا کی صفت بہت زیادہ تھی۔اگر آپ ان کے ہزاروں کے بھی مقروض ہوں تو حلمی صاحب کبھی باتوں یا اشارہ کنایہ میں آپ کو محسوس نہیں ہونے دیتے تھے کہ آپ ان کے مقروض ہیں۔حتی الوسع قرض واپس نہیں مانگتے تھے۔اور اگر بفرض محال مانگنا پڑ بھی جائے تو اتنے باشرم وحیا تھے کہ خود کبھی نہیں مانگا۔ بلکہ کسی کی وساطت سے یہ بات کہتے تھے۔ان کی اس صفت کی وجہ سے انہوں نے کافی نقصان بھی اٹھایا۔

حلمی صاحب کا دینی تربیت کا انوکھا انداز

حلمی صاحب اپنے کام کے سلسلہ میں کئی عرب ممالک میں رہے تھے اور جب مَیں مصر گیا تو اس وقت وہ ابوظہبی میں تھے۔آپ کی پہلی بیوی فوت ہوگئی تو آپ نے اپنی بیوی کی چھوٹی بہن سے دوسری شادی کر لی۔آپ کی اس بیوی نے حج کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔اس وقت تک وہ غیر احمدی ہی تھیں اور حجاب وغیرہ نہیں اوڑھتی تھیں۔ حلمی صاحب نے ان سے کہا کہ خانہ کعبہ تو خدا کا گھر ہے اس کے کچھ آداب ہیں۔اس لئے اگر تم وعدہ کرو کہ حجاب پہنو گی تو مَیں تمہیں حج کے لئے لے جاتا ہوں۔ چنانچہ اس طرح انہوں نے حجاب پہننا شروع کر دیا۔ پھر 1987ء میں انہوں نے احمدیت بھی قبول کر لی۔

حلمی صاحب کے بعض نکات معرفت

مکرم حلمی صاحب کہا کرتے تھے کہ میں علمی اعتبار سے احمدیت کی حجت و برہان کی قوت سے احمدیت قبول کر چکا تھا لیکن احمدیت کا حقیقی علم مجھے اس وقت ہوا جب میں ابوظہبی میں احمدیوں کے ساتھ رہا۔اور خلافت کے مرتبہ کا پتہ اس وقت لگا جب مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملا اس وقت حضور بیمار تھے اور سارا ربوہ آپ کے لئے رو رو کر دعائیں کر رہا تھا۔اس وقت مجھے خلافت کی عظمت کا احساس ہوا۔اور خلیفۂ وقت کا عرفان اس وقت نصیب ہوا جب مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ بیٹھنے کا موقعہ ملا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ذکر کرتے ہوئے حلمی صاحب کی آواز بھرّا جاتی تھی اور اکثر آخری عمر میں کہا کرتے تھے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حضورؒ مجھ سے اتنا پیار کیوں کرتے ہیں۔

تم مجھے عربی سکھاتے ہو!!

حلمی صاحب ابھی مصر میں ہی تھے کہ آپ کو وقف کرنے کی توفیق ملی۔اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے آپ کو جواب آیا کہ ٹھیک ہے آپ کا وقف قبول ہے۔آپ فی الحال وہیں جماعت کے لئے جو کر سکتے ہیں کریں۔ بعد میں جب ہمیں آپ کی کسی اور امر کے لئے ضرورت ہوگی تو آپ کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

جب مَیں یہاں لندن آیا تو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضور انورؒ کی خدمت میں درخواست کر کے حضور کی اجازت سے حلمی صاحب کو بلوا لیتے تھے۔حلمی صاحب نہ صرف مجلّہ التقویٰ میں ہماری بہت زیادہ مدد کرتے تھے بلکہ اپنے قیام کے دوران کسی نہ کسی کتاب کا ترجمہ بھی کر جاتے تھے۔ ایک جلسہ پر آپ نے حضرت خلیفہ رابعؒ کی کتاب ''مذہب کے نام پر خون'' کا ترجمہ کیا۔اسی طرح ''اک مرد خدا''(A Man Of God) کے کچھ حصہ کا ترجمہ کیا۔

بعد میں 1994ء میں حضور انور نے انہیں یہیں لندن میں بلا لیا۔آپ اسلام آباد میں رہتے تھے اور اپنی وفات یعنی 1996ء تک یہیں رہے۔

مجھے اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتے تھے اور اکثر گھر بلا کے بٹھا لیتے تھے۔ اسلام آباد میں ہی آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب ''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل''(Islam's response to Contemporary Issues) کا عربی ترجمہ کیا۔ جب آپ یہ ترجمہ کر رہے تھے تو مجھے ایک دفعہ ترجمہ پڑھا کر رائے لی۔مَیں نے عرض کیا کہ اس میں کسی قدر انگریزی محاورہ کا دخل محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے کچھ توقف کے بعد فرمایا: کہاں ہے؟ میری نشاندہی پر فرمانے لگے بالکل ٹھیک ہے۔ایسے ہی آپ کو لگتا ہوگا۔ مَیں نے عرض کیا کہ یہ کتاب حضور کی ہے اور ترجمہ کرنے والی شخصیت آپ کی ہے۔آپ جو بھی فائنل کریں گے وہی فائنل متصور ہوگا۔آپ نے مجھ سے پوچھا تو میرا کام ہے کہ دیانتداری سے جو رائے بنتی ہے وہ آپ کو دوں۔لہذا مَیں نے جو محسوس کیا وہ کہہ دیا۔آگے آپ کی مرضی ہے۔اگلے دن مجھے بلا کر کہنے لگے کہ مومن! مَیں اپنی بیوی کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ تم مجھے عربی سکھاتے ہو۔

دو ممتاز ترجمان۔حلمی صاحب اور ملک خلیل الرحمٰن صاحب

جب حضور انورؒ نے مجھے رسالہ التقویٰ کا ایڈیٹر بنایا تو میرے پاس چھاپنے کیلئے عربی مواد کی کمی ہوتی تھی۔مکرم حلمی صاحب کو یہاں لندن سے ملک خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم کا حضور انور کے خطبہ جمعہ کا انگریزی ترجمہ ارسال کیا جاتا تھا جس سے حلمی صاحب عربی ترجمہ کر کے بھیج دیتے تھے۔مَیں اس کو اردو کے ساتھ ٹیلی کر کے چھاپ دیتا تھا۔ حلمی صاحب کے ترجمہ کی ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ ان کو جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی روح سے ایک تعلق تھا۔ وہ حضور کی بات اور اس سے مراد مکمل طور پر سمجھ جاتے تھے اور اس کا بعینہٖ وہی ترجمہ کرتے تھے جو درحقیقت مطلوب ہوتا تھا۔ وہ حضور کا سٹائل اور طرز سمجھ جاتے تھے حتیٰ کہ بعض اوقات مترادفات میں بھی وہی الفاظ استعمال کرتے تھے جو حضور نے اردو میں استعمال کئے ہوتے تھے۔اس میں مکرم ملک خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم کا بھی بڑا دخل ہوتا تھا کہ وہ انگلش ترجمہ اتنا اعلیٰ اور حضور انور کے الفاظ کے قریب کرتے تھے کہ حلمی صاحب اس سے عربی میں جو ترجمہ کرتے وہ اصل اُردو کے بھی قریب تر ہوتا تھا۔

مکرم نصیر احمد قمر صاحب بیان کرتے ہیں کہ: مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمت بجا لا رہا تھا۔ان دنوں مکرم ملک خلیل الرحمٰن صاحب حضور کے خطبات کا انگریزی میں رواں ترجمہ کرتے تھے۔ بعد میں حضور کے حسب ہدایت وہ خطبہ کو سن کر تحریری طور پر بھی نوٹس بنا کر دوبارہ ترجمہ کی ڈبنگ (Dubbing) کرتے تھے۔مَیں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے نوٹس بڑے تفصیلی بنائے ہوتے تھے بلکہ ایک لحاظ سے وہ حضور کے خطبہ کا تحریری ترجمہ ہوتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ حضور انور نے تبلیغ کے لئے پوری دنیا میں ایک ہلچل سی مچا دی ہے لہذا اگر یہ انگریزی ترجمہ حلمی صاحب کو بھجوایا جائے تو وہ اس کا عربی میں ترجمہ کر سکتے ہیں یوں عربوں میں بھی حضور انور کے خطبات پہنچنا شروع ہو جائیں گے۔ لہذا مَیں مکرم ملک صاحب سے وہ ترجمہ لے کر خود ہی حلمی صاحب کو پوسٹ کر دیا کرتا تھا اور حلمی صاحب اسے عربی میں ترجمہ کر کے مومن صاحب کو بھیج دیا کرتے تھے۔ملک خلیل الرحمٰن بھی بڑی محنت سے تحریری ترجمہ تیار کرتے تھے اور حلمی صاحب بھی اس انگریزی ترجمہ سے عربی میں ترجمہ کا حق ادا کرتے تھے کہ ایسے لگتا تھا کہ عربی ترجمہ حضور انور کے اردو خطبہ کو براہ راست سن کر کیا گیا ہے۔

التقویٰ کے حقیقی محرر

مکرم عبدالمومن طاہر صاحب بیان کرتے ہیں کہ: مختلف عرب غیر احمدیوں کی طرف سے سوالات اور اعتراضات آتے تھے ان کے جوابات بھی مکرم حلمی صاحب دیا کرتے تھے۔ اکثر لمبے لمبے جوابات ہوتے تھے جن کو بعد میں ہم التقویٰ میں شائع کر دیتے تھے۔ خطبہ جمعہ کے ترجمہ اور سوالات کے جوابات کے علاوہ 'التقویٰ' کے اکثر مضامین میں بھی حلمی صاحب کا کسی نہ کسی طرح حصہ ہوتا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مجلّہ 'التقویٰ' وہی چلا رہے تھے۔

فرض شناس مبلغ

پھر مکرم حلمی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر مختلف ممالک کے دورہ جات بھی کرتے تھے۔ مثلاً نائیجیریا اور مالی بھی دورہ پر گئے۔ نیز جرمنی اور یورپ کے دیگر ممالک اور انگلینڈ میں دوروں پر جاتے اور سوال وجواب کی مجالس منعقد کیا کرتے تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ ہمارے بعض عرب احمدیوں کو نہ جانے کیوں اپنی کتابیں تالیف کرنے کا شوق ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا تحریر و تقریر پر مشتمل اس قدر مواد انگریزی میں میسر ہے اس کا ترجمہ کیوں نہیں کرتے۔ ایک صدی گزر چکی ہے اور ہم ابھی تک اس مواد کا عشر عشیر بھی عربوں تک نہیں پہنچا سکے۔ اس لئے اب جلدی کرنی چاہئے۔ لہذا آپ دن رات ترجمہ کے کام میں مصروف رہتے۔

جماعتی اموال کی قدر و قیمت کا احساس

حلمی صاحب باوجود اس کے کہ خدا کے فضل سے کروڑ پتی تھے لیکن چھوٹی سے چھوٹی چیز کے ضیاع کے بھی سخت خلاف تھے۔ مثلاً اکثر کہا کرتے تھے کہ آپ کاغذ کی ایک طرف استعمال کر کے پھینک دیتے ہیں جبکہ ہم نے اس کی دونوں اطراف کے پیسے دیئے ہیں۔ اس لئے ان کے اکثر تراجم ایسے اوراق پر کچی پنسل سے لکھے ہوئے ہیں جن کی ایک طرف پہلے سے استعمال شدہ ہے۔ اور وہ آج تک ہماری عربی ڈیسک کی فائلز میں محفوظ ہیں۔

قدیم عرب احمدیوں کی اولادوں کے ضائع ہونے کا سبب

جب مَیں مصر آنے لگا تو جامعہ احمدیہ میں ہمارے استاد محترم نور الحق صاحب تنویر نے (جو خود مصر میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں) مجھے بعض قدیم مصری احمدیوں کے نام دیئے تھے کہ ان سے جا کر ملنا۔ ان میں سے ایک مکرم عبدالحمید ابراہیم آفندی تھے جو اسکندریہ میں رہتے تھے۔ سکندریہ کا قاہرہ سے فاصلہ قریباً دو سے اڑہائی سو میل کا تھا۔ جب حلمی صاحب مصر آئے تو ان کے پاس کار تھی۔ مَیں نے ان سے عرض کیا کہ اس قدیم احمدی سے ملنے جانا ہے۔ چنانچہ ایک دن ہم وہاں گئے۔ مکرم عبدالحمید صاحب کے گھر سے پتہ کیا تو کسی خاتون نے کہا کہ آپ ظہر کے بعد آئیں۔ ہم بازار میں گئے اور دوپہر کا کھانا وغیرہ کھایا۔ وہاں مَیں نے پہلی بار دیکھا کہ مکرم حلمی صاحب اس قدر زیادہ مرچ کھاتے ہیں کیونکہ آپ ایک لقمے کے ساتھ تقریباً آدھی سبز مرچ کھا جاتے تھے۔ بہرحال جب ہم دوپہر کے کھانے کے بعد دوبارہ عبدالحمید صاحب کے گھر گئے تو یہ جان کر بہت صدمہ ہوا کہ وہ کچھ عرصہ قبل وفات پا چکے تھے۔ ان کے بچوں کو احمدیت کا کچھ علم نہ تھا صرف یہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ ہمارے والد صاحب ہندوستان میں کسی ولی اللہ سے ملنے گئے تھے۔

اس واقعہ کا میرے دل و دماغ پر گہرا اثر ہوا۔ میرے خیال میں عرب احمدیوں کی اولادوں کے ضائع ہو جانے کے دو اسباب تھے۔ ایک تو حالات کی وجہ سے وہاں جماعت کی طرف سے مبلغ کا نہ بھجوا سکنا تھا۔ جبکہ دوسرا سبب خود عربوں کی عادت ہے کہ اپنے بیوی بچوں کے بارہ میں اس قدر دینی امور کا اہتمام نہیں کرتے جتنا خود اپنے لئے کرتے ہیں۔ اس لئے جب وہ فوت ہوتے تھے تو ساتھ ہی گھر سے احمدیت کا خاتمہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اب خدا کے فضل سے یہ مزاج بدل رہا ہے۔

''قتل مرتد کی سزا کی حقیقت'' کے موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطاب کا عربی ترجمہ اور حلمی صاحب

مصر میں مجھے حضور انورؒ کا خطاب بعنوان ''قتل مرتد کی سزا کی حقیقت'' بغرض ترجمہ ارسال کیا گیا جو حضورؒ نے 1986ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا۔ اس کے ترجمہ کے دوران مَیں نے دیکھا کہ بعض حوالے نامکمل ہیں۔ چنانچہ حضور انورؒ کی خدمت میں جب لکھا تو آپ نے فرمایا کہ تمام ایسے حوالے مکمل کریں اور اس کے علاوہ بھی اگر کوئی آپ کا مشورہ ہو تو ضرور لکھیں۔ مجھے یاد ہے کہ ان حوالہ جات میں ایک حوالہ غلطی سے مودودی صاحب کی طرف منسوب ہو گیا تھا جبکہ ان کی کتاب میں وہ کسی سائل کے کلام کے طور پر درج تھا۔ چنانچہ پتہ چلنے پر حضور انور نے اس کے حذف کئے جانے کا ارشاد فرمایا۔

(اس بات سے ہمیں یہ درس لینا چاہئے کہ خلیفۂ وقت جب کسی کام کے سلسلہ میں آپ پر اعتماد کریں تو آپ کی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ اس کی تمام جہات سے مکمل تحقیق، اور ہر لحاظ سے توثیق کر لیں۔ لیکن اگر ہم بے احتیاطی سے کام لیں گے تو ہم خود مجرم ہوں گے۔)

بہرحال مَیں نے کتاب ترجمہ کر کے ٹائپ کر کے مکرم حلمی صاحب کو دکھائی تو انہوں نے ترجمہ کی تحسین ایسے کی کہ کچھ کا کچھ بنا دیا گویا نیا ترجمہ ہی کر دیا۔ لیکن یہ ان کی بڑائی ہے کہ اپنی اس ساری محنت کو میری طرف ہی منسوب کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی بے پایاں مغفرت و رحمت میں لپیٹ لے۔

(باقی آئندہ)

● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

خطبہ جمعہ

ایسے عباد الرحمٰن بننے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ کی رضا سے حصہ پانے والے ہوں

یہ ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے، خاص طور پر ان حالات میں جبکہ دنیا کے تمام مسلمان ممالک میں احمدیوں کے لئے مصائب اور مشکلات کا دور ہے کہ احمدی نہ صرف اپنی فرض نمازوں کی طرف توجہ دیں بلکہ اپنی راتوں کو نوافل سے سجائیں اور تہجد کی طرف توجہ دیں۔

عباد الرحمٰن بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر قسم کی نیک نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 25 ستمبر 2009ء بمطابق 25 تبوک 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ۔ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۔ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَايَزْنُوْنَ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔(سورة الفرقان آيات 64 تا 69)

وَالَّذِيْنَ لَايَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔اُوْلٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۔(سورة الفرقان آيات 73 تا 77)

ان آیات کا ترجمہ ہے۔اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں السلام۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے لئے راتیں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے ربّ ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ یقیناً وہ عارضی ٹھکانے کے طور پر بھی بہت بُری ہے اور مستقل ٹھکانے کے طور پر بھی۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اس کے درمیان اعتدال ہوتا ہے۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا گناہ کی سزا پائے گا۔ اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب انہیں اُن کے ربّ کی آیات یاد کروائی جاتی ہیں تو ان پر وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ انہیں اس باعث کہ انہوں نے صبر کیا بالا خانے بطور جزا دیئے جائیں گے اور وہاں ان کا خیر مقدم کیا جائے گا اور سلام پہنچائے جائیں گے۔ وہ ہمیشہ اُن جنتوں میں رہنے والے ہوں گے۔ وہ کیا ہی اچھا مستقل اور عارضی ٹھکانہ ہے۔

رمضان کا مہینہ آیا اور گزر گیا، لوگوں کے خطوط ابھی تک آ رہے ہیں۔ رمضان کے دنوں کے لکھے ہوئے خطوط بھی ہیں اور رمضان کے بعد لکھے ہوئے خطوط بھی جو فیکسز کے ذریعہ سے پہنچ رہے ہیں کہ اللہ کرے ہم نے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی حقیقتاً کوشش کی ہو اور اگر کوئی پاک تبدیلی پیدا ہوئی ہے تو خدا تعالیٰ اُسے جاری بھی رکھے۔ اور یہ خیالات اور احساسات جو ہم میں سے بعض میں پیدا ہوئے ہیں یہی رمضان کا مقصد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض خصوصیات اور علامتیں بتائی ہیں جن کو اختیار کر کے یا جن پر عمل کر کے انسان عباد الرحمٰن کہلا سکتا ہے۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں یہ خصوصیات بیان ہوئی ہیں جیسا کہ آپ نے سنا۔ جن میں ذاتی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے، معاشرتی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ اگر ان کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تو خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو عباد الرحمٰن کہہ کر مخاطب کرتے ہوئے اپنی رضا کی خوشخبری دیتا ہے، اپنی جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے۔ پس رمضان کے بعد بھی اگر ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اُس کی جنتوں میں جانے والے ہوں گے۔ اس سے حصہ لینے والے ہوں گے۔ اور اسی وجہ سے پھر جب اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے گا تو جو پاک تبدیلیاں ہم میں سے کسی میں پیدا ہوئی ہیں وہ بھی ہم میں قائم رہیں گی۔

پہلی خصوصیت ان عباد الرحمٰن کی یہ ہے کہ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا یعنی زمین پر عاجزی اور وقار کے ساتھ چلتے ہیں۔ ہر فیصلہ ان کا اعتدال پر ہوتا ہے۔ بلاوجہ کی سختی اور غصّہ ان کی طبیعت میں نہیں ہوتا جو کہ پھر بعض اوقات تکبّر تک لے جاتا ہے۔ اور بلاوجہ کا ٹھہراؤ بھی ان کی طبیعت میں نہیں ہوتا کہ ان سے بے غیرتی اور مداہنت کا اظہار ہوتا ہو۔ یہ خصوصیت جو بیان کی گئی ہے صرف انفرادی نہیں ہے بلکہ جماعتی طور پر بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ من حیث الجماعت بھی اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے عبادت گزار بنتے ہوئے یہ خصوصیات پیدا کرو۔ اور پھر اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ جو عباد الرحمٰن ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے غلبہ بھی ملے گا۔ اور جب غلبہ کی صورت ہو تو اس وقت تکبر پیدا نہ ہو۔ اُس وقت پرانے بدلے لینے کی طرف توجہ نہ ہو۔ اُس وقت خدا کو بھولنے والے نہ کہیں بن جانا۔ بلکہ تمہیں عاجزی، انکسار اور حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھنے والا ہونا چاہئے۔

دوسری خصوصیت یہ کہ خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا یہ اس بات کا ایک طرح سے اعادہ کیا گیا ہے کہ ایک تو انفرادی خصوصیت ہر اللہ کے بندے میں ہونی چاہئے کہ لڑائی جھگڑوں سے بچتے ہوئے ہر سختی کرنے والے اور جھگڑنے والے کو نرمی سے سمجھاؤ اور دوسری یہ کہ جو عاجزی تم نے اللہ تعالیٰ کے پہلے حکم کے تحت حاصل کر لی، پھر اسی طرح جماعتی طور پر جو وقار تم نے اپنے معاشرے میں، اپنے علاقے میں قائم کر

لیا ،جب طاقت بھی تمہارے پاس آ جائے گی تو پھر بھی اس کو یاد رکھنا۔شیطان نے اپنا کام کئے چلے جانا ہے۔تمہارے خلاف مختلف طریقوں سے ایسے محاذ کھڑے کئے جائیں گے کہ جس سے تمہارے جذبات کو بھڑکایا جائے گا اور پھر یہ کہا جائے گا کہ دیکھو یہ کتنے ظلم کرنے والے لوگ ہیں۔ایسے میں اپنے جذبات کو کنٹرول رکھنا۔اُن مثالوں کو قائم رکھنا،اُس اسوہ کو قائم رکھنا جو ہمارے سامنے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ نے پیش فرمایا۔گویا اس میں بھی جماعتی طور پر آئندہ حالات بہتر ہونے کی پیشگوئی ہے۔

لیکن اِس وقت بعض ملکوں اور خاص طور پر پاکستان میں ایسی صورتحال ہے کہ احمدیوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ان کے جذبات انگیخت کئے جاتے ہیں۔کوشش کی جاتی ہے کہ کسی طرح احمدی اس قسم کی حرکتوں پر جو مخالفین کی طرف سے ہو رہی ہیں،قانون اپنے ہاتھ میں لے لیں اور پھر قانون کا بہانہ بنا کر احمدیوں کو سختی اور ظلم کا نشانہ بنایا جائے۔تو فرمایا ان شیطانی تدبیروں کے مقابلہ پر رحمان کے بندے بنتے ہوئے،قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے تو کارروائی کرو لیکن گند کا جواب گند سے نہ دو کہ اس سے بھی بعض مسائل دوسرے احمدیوں کے لئے بھی اور جماعتوں کے لئے بھی کھڑے ہو سکتے ہیں۔

پس آجکل کے حالات کے حوالے سے مَیں احمدیوں کو کہوں گا کہ ایسے عبادالرحمٰن بننے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ کی رضا سے حصہ پانے والے ہوں اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس میں پیشگوئی بھی رکھی ہے کہ من حیث الجماعت تمہارا ہاتھ ایک وقت میں اوپر ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ تو اُس وقت تم دنیا کو بتانا کہ انصاف کیا ہوتا ہے اور طاقت رکھتے ہوئے بھی دوسرے کے جذبات کا احساس کرنا اور اپنے جذبات کو کنٹرول کرنا کیا ہوتا ہے۔

آجکل پاکستان میں خاص طور پر مختلف طریقوں سے مخالفین کی یہ کوشش ہے کہ احمدی کسی طرح بھڑکیں اور ان کو نقصان پہنچانے کی جس حد تک ان کی کوشش ہو سکتی ہے کی جا رہی ہے۔مختلف جگہوں پر منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔اس لئے بڑی احتیاط سے،بڑے محتاط طریقہ سے اس سب صورتحال کا سامنا کریں اور صبر اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے ان حالات کا مقابلہ کریں۔

رحمٰن خدا کے بندوں کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’رحمٰن کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں کہ جو زمین پر بُردباری سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں‘‘۔ ہمارا واسطہ انتہائی جاہل لوگوں سے ہے اور اس کے لئے اپنے جذبات کو بہت زیادہ کنٹرول کرتے ہوئے سلامتی اور رحمت کا طریق اختیار کرنے کا اظہار کرنا ہے۔فرمایا کہ:’’بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں کیونکہ رحمٰن بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بے شمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔پس ان آیات میں خدائے تعالیٰ نے اچھی طرح کھول دیا کہ رحمٰن کا لفظ ان معنوں کر کے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اس کی رحمتِ وسیع عام طور پر ہر یک بُرے بھلے پر محیط ہو رہی ہے‘‘۔ (براہین احمدیہ ۔روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 449 حاشیہ)

پس آج بھی اور آئندہ بھی ہم نے ہر ایک بُرے بھلے،دوست دشمن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پرتَو بننے کی کوشش کرتے ہوئے،رحمت کا سلوک کرتے چلے جانا ہے۔درگزر کا سلوک کرتے چلے جانا ہے اور دعاؤں سے اپنے لئے مدد مانگنی ہے اور دوسروں کی ہدایت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہے تا کہ ہم ہمیشہ عبادالرحمٰن میں شامل رہیں۔

پھر تیسری خصوصیت عبادالرحمٰن کی یہ بتائی کہ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کہ اپنے ربّ کے لئے راتیں سجدے کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔

گزشتہ دنوں چند دن کے لئے ایک بہت بڑی تعداد نے اس پر عمل کیا۔لیکن خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ عبادالرحمٰن چند دن گزارتے ہیں۔ بلکہ مستقل اپنی راتیں عبادت اور قیام میں گزارتے ہیں۔سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں۔پس یہ ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔خاص طور پر ان حالات میں جبکہ دنیا کے تمام مسلمان ممالک میں احمدیوں کے لئے مصائب اور مشکلات کا دور ہے کہ احمدی نہ صرف اپنی فرض نمازوں کی طرف توجہ دیں بلکہ اپنی راتوں کو نوافل سے سجائیں اور تہجد کی طرف توجہ دیں۔کیونکہ راتوں کو اٹھنا نفس کو کچلنا ہے۔یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔اگر ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور راتوں کو عبادت کرنے والے بنیں گے تو یہی چیز انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی مشکلات کے دور کرنے کا باعث بنے گی۔پس یہ مدنظر رہنا چاہئے کہ راتوں کو اٹھنا صرف ذاتی اغراض کے لئے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور جماعتی ترقی کے لئے اور دعاؤں کے لئے ہو۔اگر دنیا میں ہر احمدی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے جماعتی ترقی کے لئے رات کے کم از کم دو نفل اپنے اوپر لازم کر لے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم دیکھیں گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی مدد پہلے سے بڑھ کر ہمارے شامل حال ہوتی ہے اور کس طرح اللہ تعالیٰ دشمن کی دشمنیاں اور مخالفین کی مخالفتیں ہوا میں اڑا دیتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان نوافل کے ذریعہ مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ مَیں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے،اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے،اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے،اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

(صحیح بخاری ۔کتاب الرقاق ۔ باب التواضع)

پس اللہ تعالیٰ نوافل ادا کرنے والوں اور تہجد ادا کرنے والوں کے اتنا قریب آ جاتا ہے۔اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قرب کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور رمضان گزرنے کا یہ مطلب نہیں کہ پھر اسی طرح راتوں کو ضائع کریں اور دیر تک فضول مجلسیں لگائی جائیں اور صبح کی نماز کے لئے اٹھنا مشکل ہو جائے ۔نہیں، بلکہ اُن راتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ کو قریب لانے والی ہوں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی ہوں۔

رمضان نے جو ہمیں عبادالرحمٰن بننے کے اسلوب سکھائے ہیں ان پر عمل کرتے ہوئے ہمارا یہ کام ہے کہ اپنی راتوں کو عبادتوں سے سجائے رکھیں۔یہی چیز ہے جو ہمارے حق میں جیسا کہ مَیں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ جلد انقلاب لانے والی ہوگی۔

آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے اس کا حق ادا کیا اور دنیا نے دیکھا کہ وہ کیا انقلاب لائے۔دن کو اگر ان کو مجبوری کی وجہ سے جنگ کرنی پڑتی تھی تو راتوں کو وہ آرام نہیں کرتے تھے بلکہ راتیں عبادتوں میں گزارتے تھے۔جب تک مسلمانوں میں راتوں کی عبادت کا یہ طریق قائم رہا ان کی ترقی ہوتی رہی۔آج یہ احمدی کی ذمہ داری ہے کہ اس پر عمل کرے۔اور احمدیت اور اسلام کی ترقی کے لئے بہت زیادہ دعائیں کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’عرب اور دنیا کی حالت جب رسول اللہ ﷺ آئے کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بالکل وحشی لوگ تھے۔کھانے پینے کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے۔ نہ حقوق العباد سے آشنا،نہ حقوق اللہ سے آگاہ۔چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایک طرف ان کا نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ (سورۃ محمد:13) یعنی صرف ان کا کام کھانا پینا تھا اس طرح کھاتے تھے جس طرح جانور کھاتے ہیں۔پھر رسول اللہ ﷺ کی پاک تعلیم نے ایسا اثر کیا کہ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کی حالت ہوگئی۔یعنی اپنے ربّ کی یاد میں راتیں،سجدے اور قیام میں گزار دیتے تھے۔اللہ اللہ، کس قدر فضیلت ہے۔رسول اللہ ﷺ کے سبب سے ایک بے نظیر انقلاب اور عظیم الشان تبدیلی واقع ہوگئی۔حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کو میزان اعتدال پر قائم کر دیا اور مردار خوار اور مردہ قوم کو ایک اعلیٰ درجہ کی زندہ اور پاکیزہ قوم بنا دیا۔دو ہی خوبیاں ہوتی ہیں، علمی یا عملی۔عملی حالت کا تو یہ حال ہے کہ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا اور علمی کا یہ حال ہے کہ اس قدر کثرت سے تصنیفات کا سلسلہ اور توسیع زبان کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی‘‘۔

(الحکم جلد 2 نمبر 25-24 مورخہ 27-20 اگست 1898 صفحہ 10)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:’’روحانیت اور پاکیزگی کے بغیر کوئی مذہب چل نہیں سکتا۔قرآن شریف نے بتلایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پیشتر دنیا کی کیا حالت تھی یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ (سورۃ محمد:13) پھر جب انہی لوگوں نے اسلام قبول کیا تو فرماتا ہے یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔ جب تک آسمان سے تریاق نہ ملے تو دل درست نہیں رہتا۔انسان آگے قدم رکھتا ہے مگر وہ پیچھے پڑتا ہے۔ قدسی صفات اور فطرت والا انسان ہو تو وہ مذہب چل سکتا ہے۔اس کے بغیر کوئی مذہب ترقی نہیں کر سکتا اور کرتا بھی ہے تو پھر قائم نہیں رہ سکتا‘‘۔(البدر جلد 2 نمبر 37 مورخہ 2 اکتوبر 1903)

پس ہم جو یہ خواہش رکھتے ہیں کہ جماعت کی جلد ترقی ہو۔افراد جماعت کو جن مشکلات اور مصائب سے گزرنا پڑ رہا ہے وہ جلدی دُور ہوں تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آسمانی تریاق کی ضرورت ہے۔اور آسمانی تریاق اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق حاضر ہو کر مانگنے سے ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر چوتھی خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ عبادالرحمٰن خدا تعالیٰ سے جہنم سے دوری کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔اور جہنم سے دونوں جہنم مراد ہیں،اخروی جہنم بھی جو گناہوں کی پاداش میں ملے گی اور اس دنیا کی جہنم بھی جو بعض برے کاموں کے یا غلطیوں کے بدنتائج کی صورت میں ملتی ہے۔پس عبادالرحمٰن کا کام ہے کہ ہر وقت توبہ اور استغفار کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنے کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی ذلتوں سے بچائے۔ ہر قسم کی دنیاوی مشکلات کی جہنم سے بچائے۔دنیا کی چمک اور توجہات اور ترجیحات کا غلام نہ بنائے کہ یہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ سے دُور لے جا کر پھر

اخروی جہنم میں پڑنے کا باعث بناتی ہیں۔ پھر یہ کہ اولاد کی طرف سے بھی ہماری فکریں دُور ہوں اور ان کی وجہ سے بھی ہم اپنے اندر دل میں بے چینی کی آگ میں نہ جلتے رہیں۔

پھر عبادالرحمٰن کی پانچویں خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ لَمْ یُسْرِفُوْا۔ اسراف نہیں کرتے، فضول خرچی نہیں کرتے۔ نہ ہی ذاتی اموال میں دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور نہ ہی جماعتی اموال کو بغیر سوچے سمجھے خرچ کرتے ہیں۔

ذاتی فضول خرچی کی ایک مثال ہمارے ہاں بہت عام ہوتی جارہی ہے اور وہ ہے شادی بیاہوں پر فضول خرچی۔ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی یہاں بھی اور پاکستان میں بھی کئی قسم کے کھانے پکوائے جاتے ہیں اور شادی کی دعوت ہوتی ہے۔ پھر ولیمہ کی دعوت ہوتی ہے۔ دعوت کرنا کوئی حرج نہیں۔ سادہ بھی کی جا سکتی ہے۔ پھر شادی سے پہلے مہندی کی دعوت کا بھی رواج پڑ گیا ہے جو لڑکی کے گھر والے شادی کی رونق لگانے کے بہانے کرتے ہیں۔ اس پر بھی بے تحاشا خرچ کیا جاتا ہے اور اس کے لئے بھی باقاعدہ کارڈ چھپوائے جاتے ہیں، تقسیم کئے جاتے ہیں اور دعوت دے کے بلایا جاتا ہے۔ مہندی کرنی ہے تو لڑکیاں یا اس دلہن کی جو سہیلیاں ہیں وہ جمع ہوں اور رونق لگالیں لیکن اس میں روز بروز وسعت پیدا ہوتی چلی جارہی ہے اور صرف دیکھا دیکھی۔

پھر ایک نئی رسم یہ پیدا ہوگئی ہے کہ لڑکے والے بھی شادی سے پہلے رونق لگانے کے نام پر دعوت کرنے لگ گئے ہیں اور مَیں نے دیکھا ہے کہ یہ غلط قسم کی جو رسم ہے بلکہ بدعت ہے اس میں اچھے بھلے دین کا علم رکھنے والے بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اور پھر جو کسی وجہ سے اتنی زیادہ زیادہ دعوتیں نہ کرے (بہر حال ہمیں حسن ظن یہی رکھنا چاہئے کہ کسی نیکی کی وجہ سے) تو اس کے متعلق پھر باتیں کی جاتی ہیں کہ یہ کنجوس ہے، یہ فلاں ہے۔ خاص طور پر باہر کے ملکوں سے لوگ پاکستان جاتے ہیں تو وہ دعوتوں، زیور اور جوڑوں وغیرہ پر بے انتہا خرچ کرتے ہیں اور ہر ایک بڑھ بڑھ کر خرچ کر رہا ہوتا ہے۔ تو یہ سب اسراف ہے۔ یہی بچت جو ہے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا یہ غریبوں کے کام آ سکتی ہے۔ غریبوں کی شادیوں میں کام آ سکتی ہے۔ بہت ساری رقوم یتیموں کو پالنے کے کام آ سکتی ہیں اور دوسرے نیکی کے کاموں میں خرچ ہوسکتا ہے۔ اس طرح اگر بچت کرنے کا احساس پیدا ہو جائے تو یہی چیز ہے جو انسان کو عبادالرحمٰن بناتی ہے۔

پھر چھٹی چیز یہ بیان فرمائی کہ لَمْ یَقْتُرُوْا کہ بخل اور کنجوسی بھی نہیں کرتے۔ اور بعض لوگ کنجوسی کر کے جہاں جائز ضرورت ہے وہاں بھی خرچ نہیں کرتے۔ کنجوسی کی انتہا کر دیتے ہیں اور وہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں کہ مال جوڑتے چلے جائیں۔ بعض لوگ تو اس حد تک کنجوس ہوتے ہیں کہ اپنی جو ذاتی جائز ضروریات ہیں ان پر بھی خرچ نہیں کرتے۔ نہ اپنے عزیزوں کی مدد کرتے ہیں، نہ غریبوں کے لئے کچھ دیتے ہیں۔ نہ ہی جماعت کے لئے قربانی کا مادہ ان میں ہوتا ہے۔ پس جو صاحب حیثیت ہوتے ہیں مال ہوتے ہوئے بھی خرچ نہ کریں تو وہ بھی عبادالرحمٰن میں شامل نہیں ہو سکتے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے اسراف کرنے والوں کو ناپسند فرمایا ہے اور عبادالرحمٰن سے اُنہیں باہر نکالا ہے وہاں بخل کرنے والوں کو بھی انتہائی ناپسند فرمایا ہے۔ ایک تو وہ جو خرچ ہے اس کا حق ادا نہیں کر رہا۔ دوسرے پیسے کو روک کر اور صرف جمع کر کے معاشرے کی ترقی میں بھی روک ڈالنے کا باعث بن رہا ہے۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ عبادالرحمٰن میں نہ حد سے زیادہ شاہ خرچی ہو اور دنیا دکھاوے کے لئے شاہ خرچی ہو اور نہ ہی اتنی زیادہ کنجوسی کہ جائز ضرورت پر بھی خرچ نہ کریں۔ بلکہ اس کے بین بین رہنا چاہئے اور عبادالرحمٰن کا خرچ کرنا بھی اور خرچ سے رُکنا بھی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔

پھر ساتویں علامت یہ بتائی کہ عبادالرحمٰن شرک کے قریب بھی نہیں جاتے۔ شرک خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام گناہ معاف ہو سکتے ہیں لیکن شرک نہیں۔ عبادالرحمٰن کے ساتھ جو شرک کو مخصوص کیا گیا ہے تو یہ صرف ظاہری شرک نہیں کہ بتوں کی پوجا کی جائے بلکہ شرک خفی سے بھی بچتے ہیں۔ ان کی عبادتوں اور دوسرے حقوق کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہوتی ہے اور بڑی باریکی سے اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ ان کی کوئی حرکت اور ان کا کوئی عمل کسی قسم کے شرک خفی کا باعث نہ بنے۔ انتہائی محتاط ہوتے ہیں۔ نہ ان کی ملازمتیں ان کی عبادتوں کے سامنے روک بن رہی ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ جمعہ میں بیان کیا تھا کہ یہ بھی ایک قسم کا شرک خفی ہے۔

پھر آٹھویں شرط یا خصوصیت عبادالرحمٰن کی یہ بتائی کہ کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے اگر جنگیں لڑیں اور صحابہؓ نے یا خلفاء نے، خلفاء راشدین نے بھی اور بعد میں مسلمانوں نے بھی تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اگر جنگیں لڑیں تو دشمن کے حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے اور اس کے ہاتھ کو ظلم سے روکنے کی وجہ سے جنگیں لڑیں اور کوشش یہ کی بلکہ آنحضرت ﷺ نے بھی، آپؐ کے خلفاء نے بھی حکم دیا کہ کوئی بچہ، کوئی عورت، کوئی مذہبی لیڈر، پادری راہب وغیرہ جو جنگ میں شامل نہیں اس کو قتل نہیں کرنا۔

لیکن اس کے مقابلہ پر ہم دیکھتے ہیں (کہ صرف) دوسری جنگ عظیم میں لاکھوں معصوم جاپانیوں کو قتل کر دیا گیا۔

آجکل بھی امن قائم کرنے کے بہانے جہازوں سے حملے کر کے معصوم شہریوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن جو اپنے زُعم میں اپنے آپ کو عبادالرحمٰن سمجھتے ہیں وہ بھی خودکش حملے کر کے معصوم جانوں کا خون کر رہے ہیں۔ اسلام کے نام پر، مذہب کے نام پر جو خون ہو رہا ہے یہ ایک اَور دردناک اور بھیانک کہانی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا ایسے لوگوں کے لئے فیصلہ یہ ہے کہ وہ کبھی عبادالرحمٰن نہیں ہو سکتے۔

پھر نویں خصوصیت یا علامت عبادالرحمٰن کی یہ ہے کہ وہ زنا نہیں کرتے۔ اس میں عملی زنا بھی شامل ہے اور گندے بیہودہ پروگرام اور نظارے دیکھ کر ان سے لطف اٹھانا بھی شامل ہے اور آجکل انٹرنیٹ اور ٹی وی چینلز پر جو بعض ایسے پروگرام دیکھے جاتے ہیں یہ سب ذہنی اور نظری زنا میں شمار ہوتے ہیں۔ پس احمدی کو ان سے بھی خاص طور پر بچنا چاہئے۔

پھر دسویں خصوصیت یہ ہے کہ عبادالرحمٰن نہ جھوٹ بولتے ہیں، نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ یہ جھوٹ بھی قوموں کے تنزل اور تباہی میں بڑا کردار ادا کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے بندے اور الٰہی جماعتیں جو ہیں انہوں نے تو اونچائی کی طرف جانا ہے اور ان سے تو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ ان کے لئے ترقی کی منازل ہیں جو انہوں نے طے کرنی ہیں اور اوپر سے اوپر چلتے چلے جانا ہے۔ اُن میں اگر جھوٹ آ جائے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے نہیں رہتے جن پر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے یا جن سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمانے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ پس احمدیوں کو اپنی گواہیوں میں بھی اور اپنے معاملات میں بھی جب پیش کرتے ہیں تو سو فیصد سچ سے کام لینا چاہئے۔ مثلاً عائلی معاملات ہیں۔ نکاح کے وقت اس گواہی کے ساتھ رشتہ جوڑنے کا عہد کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم قول سدید سے کام لیں گے۔ سچ سے کام لیں گے۔ ایسا سچ بولیں گے جس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔ جس سے کوئی اور مطلب بھی اخذ نہ کیا جاسکتا ہو۔ صاف ستھری بات ہو۔ لیکن شادی کے بعد لڑکی لڑکے سے غلط بیانی کرتی ہے اور لڑکا لڑکی سے غلط بیانی کرتا ہے۔ دونوں کے سسرال والے ایک دوسرے سے غلط بیانی کر رہے ہوتے ہیں اور یوں ان رشتوں میں پھر دراڑیں پڑتی چلی جاتی ہیں اور آہستہ آہستہ یہ ختم ہو جاتے ہیں۔ صرف ذاتی اناؤں اور ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لئے گھر ٹوٹ رہے ہوتے ہیں۔ اگر بچے ہو گئے ہیں تو وہ بھی برباد ہو جاتے ہیں۔ پہلے بھی کئی مرتبہ مَیں اس بارہ میں کہہ چکا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے بھی اور بندوں کے حق ادا کرنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ ایک مومن کو، ان لوگوں کو جو اپنے آپ کو عبادالرحمٰن میں شمار کرتے ہیں ہر قسم کے جھوٹ سے نفرت ہو۔

پھر گیارہویں علامت یہ ہے کہ مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا یعنی دنیوی لذات سے متاثر ہو کر اس میں شامل نہیں ہو جاتے۔ اس زمانے کی لغویات جیسا کہ مَیں نے کہا ہے انٹرنیٹ بھی ہے، یہ ٹی وی چینلز بھی ہیں جو پروگراموں کے دکھانے میں، عجیب طرح کے غلط پروگراموں کے دکھانے میں مصروف ہیں۔ پھر آجکل لڑکے لڑکیاں سکولوں میں، کالجوں میں، گروپ بنا کر پھرتے ہیں، کلبوں میں جاتے ہیں، پھر ڈانس گانے وغیرہ کئے جاتے ہیں۔ یا اس کے پروگرام بنائے جارہے ہوتے ہیں یا کنسرٹ دیکھنے کے پروگرام بنائے ہوتے ہیں۔ تو ایک مومن کے لئے یہ سب لغویات ہیں۔ ایک طرف تو ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہم عبادالرحمٰن بننے کا بھی عہد کرتے ہیں۔ پھر اس کے باوجود لغویات میں شامل ہونا، ایسی باتوں میں شامل ہونا جو سراسر اخلاق کو برباد کرنے والی باتیں ہیں۔ پس حقیقی احمدی کے لئے ضروری ہے کہ ان سے پرہیز کرے۔

پھر لغویات میں لڑائی جھگڑا وغیرہ بھی شامل ہے۔ پہلے بھی اس کا تفصیل سے ذکر آ چکا ہے۔ پھر کسی بھی قسم کی بات جو معاشرے کے امن کو برباد کرنے کا ذریعہ بننے والی ہے، یہ سب لغویات ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔...... اگر کوئی لغوبات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دے کر چلے جاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر لڑنا شروع نہیں کر دیتے۔ یعنی جب تک کوئی زیادہ تکلیف نہ پہنچے اس وقت تک ہنگامہ پردازی کو اچھا نہیں سمجھتے اور صلح کاری کے محل شناسی کا یہی اصول ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خیال میں نہ لاویں اور معاف فرماویں۔ اور لغو کا لفظ جو اس آیت میں آیا ہے سو واضح ہو کہ عربی زبان میں لغو اس حرکت کو کہتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص شرارت سے ایسی بکواس کرے یا بہ نیتِ ایذا ایسا فعل اس سے صادر ہو کہ دراصل اس سے کچھ ایسا حرج اور نقصان نہیں پہنچتا۔ سو صلح کاری کی یہ علامت ہے کہ ایسی بیہودہ ایذا سے چشم پوشی فرماویں اور بزرگانہ سیرت عمل میں لاویں‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 349)

پھر بارہویں علامت یہ ہے کہ جب اُن کے سامنے خدا تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو

بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے بلکہ کان کھول کر توجہ سے سنتے ہیں۔ قرآن کریم کے حوالے سے جو نصائح کی جائیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنی روحانیت کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس عبادالرحمٰن بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر قسم کی نیک نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ نہ دیکھیں کہ کون کہہ رہا ہے۔ یہ دیکھیں کہ جو بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالے سے کی جا رہی ہے اس پر عمل کرنا ہے۔ ورنہ عمل نہ کرنا انسان کے لئے ٹھوکر کا باعث بن سکتا ہے۔ اور پھر نہ صرف یہ کہ عبادالرحمٰن کے زُمرے سے نکل جاتے ہیں بلکہ آہستہ آہستہ جماعت سے بھی دُور ہو جاتے ہیں۔

پھر تیرہویں خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی بیویوں اور اولادوں کے لئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک رکھے۔ پس آئندہ نسلوں کی بقا کے لئے یہ نہایت اہم نسخہ ہے کہ جہاں ظاہری تدبیریں اور کوششیں ہو رہی ہیں جو اپنی اولاد کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ایک انسان کرتا ہے وہاں دعا بھی ہو کیونکہ اصل ذات تو خدا تعالیٰ کی ہے جو اچھے نتائج پیدا فرماتا ہے۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ وہ لوگ اپنی ذاتی صلاحیت سے اپنی اولاد کی تربیت کر رہے ہوتے ہیں تو یہ بھی خیال غلط ہے۔ ایسے لوگ جو دنیا دار لوگ ہیں اگر اپنی اولاد کی ترقی دیکھتے ہیں تو یہ ترقی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے صدقے تو بے شک انہیں فائدہ دے رہی ہے یا اس سے وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور یہ صرف دنیاوی ترقی ہے، دنیاوی معاملات کی ترقی ہے۔ لیکن وہ رحمان کے بندے کہلانے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں متقیوں کا امام ہونے کا اعزاز نہیں بخشا اور متقیوں کا امام ہونے کی وجہ سے اپنے تقویٰ میں بڑھنے کی طرف ان کی توجہ نہیں پھیری۔ لیکن جو اپنی اولاد کے لئے تقویٰ میں بڑھنے کی دعا بھی مانگے گا وہ صرف ان کی دنیاوی ترقی نہیں مانگے گا بلکہ دینی اور روحانی ترقی بھی مانگے گا اور پھر خود بھی تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو حاصل کرنے والا ہوگا۔

آجکل دنیا میں ہر جگہ معاشرے میں بچوں کی تعلیم اور دنیاوی ترقی کے لئے والدین بڑے پریشان رہتے ہیں لیکن روحانیت کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ یہاں مغربی ممالک میں تو آزادی کے نام پر اب بچوں کو اتنا بیباک کر دیا گیا ہے کہ وہ والدین کی نصیحت ماننے سے بھی انکاری ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اب ان لوگوں کو احساس ہو رہا ہے، پروگرام بھی ٹی وی پر آنے شروع ہو گئے ہیں کہ یہ ضرورت سے زیادہ آزادی ہے جو بچوں کو دی جا رہی ہے۔ والدین نے بچوں کا امام کیا بننا ہے اب تو بچے والدین کے آگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بہت سے کیس ایسے ہونے لگ گئے ہیں کہ بچے والدین پر ہاتھ اٹھانے لگ گئے ہیں۔ ذرا سی روک ٹوک بھی برداشت نہیں کرتے ہیں۔ کوئی نیک نصیحت کی جائے برداشت نہیں کرتے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اب یہ آوازیں اٹھنے لگ گئی ہیں کہ اگلی نسل کو اگر سنبھالنا ہے تو اس کی کوئی حد مقرر کی جائے کہ کس حد تک والدین نے برداشت کرنا ہے اور کہاں اپنے بچوں کو سزا دینی ہے۔ کیونکہ والدین جب کسی غلط حرکت پر سزا دیتے ہیں تو یہاں مغربی ممالک میں بچوں کی حفاظت کے جو ادارے بنے ہوئے ہیں وہ بچوں کو اپنے پاس لے جاتے ہیں یا بچے والدین کو یہ دھمکی دیتے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ کہا تو ہم وہاں چلے جائیں گے اور اس بات نے بچوں کو حد سے زیادہ بے باک کر دیا ہے۔ وہ کسی لینے دینے میں نہیں رہے۔ بعض خاندان تو ایسے ہیں کہ ان کے بچوں کی حالت بہت ہی بُری ہو چکی ہے تو اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ دُعا کا خانہ خالی ہے۔ پس فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو کہ بچوں کی صحیح تربیت ہو اور پھر اس کے ساتھ ہی اپنے نیک نمونے بھی قائم کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کا فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں"۔

(تربیت کے جو مختلف درجے ہیں کہ کس طرح کرنی ہے۔ کس عمر میں کس قسم کی تربیت ہونی چاہئے۔ کس عمر سے بچوں کو سنبھالنا ہے۔ اس کی طرف توجہ نہیں ہے۔)

فرمایا کہ: "میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بُری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں"۔

"لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے"۔ (الحکم جلد 5 نمبر 35 مورخہ 24ستمبر 1901ء صفحہ 10-12)

بچوں کو سکھایا بھی نہیں جاتا۔ کسی نے مجھے بتایا، کسی دوسرے مسلمان نے کسی بچے یا بچی کو کہہ دیا کہ تم لوگ تو شیطان کی عبادت کرنے والے ہو۔ خدا کو نہیں مانتے۔ اچھا بھلا ہوش مند بچہ تھا یا بچی تھی لیکن اس کو پتہ ہی نہیں تھا کہ جواب کیا دینا ہے اور خاموش ہو گئی۔ اس خاموشی سے دوسرے بچوں نے یقیناً یہ تاثر لیا ہوگا کہ جو احمدی ہیں یہ خدا کو نہیں ماننے والے۔ تو بنیادی چیزیں بھی بعض والدین اپنے بچوں کو نہیں بتاتے۔

فرمایا: "اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے"۔ اخلاقی حالت کو اگر بچپن سے درست کیا جائے تو بچہ کبھی والدین کے سامنے کھڑا ہی نہیں ہو سکتا کہ آگے سے تُو تکار کرے۔ پہلے مَیں ایک دفعہ کہہ چکا ہوں۔ بچوں کے لباس ہیں، لڑکیوں کے لباس ہیں، بچپن میں ہی 4-5 سال کی عمر میں لباس کی طرف توجہ دلائیں گے تو بڑے ہو کر ان میں احساس پیدا ہوگا۔ 13-14 سال کی عمر میں احساس کروائیں کہ ایک دم جینز بلاؤز سے اب تم کوٹ پہن لو تو وہ بچی آگے سے ردعمل دکھائے گی۔ اس لئے فرمایا کہ اخلاقی حالت کو درست نہیں کیا جاتا۔ اس کی طرف بچپن سے توجہ دینی چاہئے۔ فرمایا کہ: "یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے"۔ (جو قریب قریب کے تعلقات ہیں ان کا بھی اگر خیال نہیں ہے تو باقی نیکیاں کس طرح آ سکتی ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں۔ بلکہ عبادالرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر یہ کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہوگا اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے"۔

(الحکم جلد 5 نمبر 35 مورخہ 24 ستمبر 1901 صفحہ 10-12) یعنی اس میں اپنے متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔

پس بچوں کی تربیت کے لئے جو متقی ہونا اور عبادالرحمٰن ہونا شرط ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے متقی ہونے کے لئے بھی دعا اور کوشش کرنی چاہئے اور جب ہم خود متقی ہونے کی کوشش کریں گے تو ان خصوصیات کے بھی حامل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے عبادالرحمٰن کی بیان فرمائی ہیں اور یہی باتیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہوں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "انسانوں میں سے بھی جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے اسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا سچا تعلق رکھتے اور اپنے اندرونہ کو صاف رکھتے ہیں اور نوع انسان کے ساتھ خیر اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں اور خدا کے سچے فرمانبردار ہیں"۔ (الحکم جلد 6 نمبر 36 مورخہ 10 اکتوبر 1902 صفحہ 16)

ایک سچے احمدی میں یہ خصوصیات ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمیں اس کے ساتھ سچا تعلق ہو اور ہمارا اندرونہ ہمیشہ صاف رہے اور ہم اُن خصوصیات کے حامل بنیں جو عبادالرحمٰن بننے کے لئے ضروری ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی دائمی جنتوں کا وارث بنائے۔

طاہر ہاؤس

2002ء میں جماعت نے لندن میں ایک عمارت واقع 22 Deer Park Road. SW19 3TL خرید کی۔ اس عمارت میں اس وقت ہیومینٹی فرسٹ، وکالت اشاعت، الفضل انٹرنیشنل، ریویو آف ریلیجنز، کمپیوٹر سیکشن، الشرکۃ الاسلامیہ، مخزن تصاویر کے علاوہ کئی ایک اہم جماعتی دفاتر قائم ہیں۔ اپریل 2008ء میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ جس طرح جماعت کی دیگر عمارتوں کے نام ہیں حضور از راہ شفقت اس عمارت کے لئے بھی کوئی نام عطا فرماویں۔

چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے خط محررہ 11/اپریل 2008ء میں 22 Deer Park Road پر واقع اس عمارت کا نام "طاہر ہاؤس" عطا فرمایا۔

احباب سے درخواست ہے کہ اس ایڈریس پر خط و کتابت کے وقت اسی نام کو استعمال فرماویں۔

اللہ تعالیٰ یہ نام ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

(عبدالباقی ارشد۔ چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ)

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

نیپالی (Nepali) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

نیپالی، نیپال کی زبان ہے اور بھوٹان، تبت، میانمار کے علاوہ ہندوستان کی ریاستوں سکّم اور مغربی بنگال کے علاقہ میں بھی بولی جاتی ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق 22 ملین افراد یہ زبان بولتے ہیں۔

نیپالی زبان میں ترجمہ قرآن مجید ڈاکٹر پریم کمار کھتری، پروفیسر تری بھون یونیورسٹی کاٹھمنڈو (نیپال) نے اور مکرم مولوی عبدالمومن صاحب راشد نے مل کر کیا۔ جبکہ نظر ثانی مکرم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب خالد، مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم اور مکرم مبشر احمد صاحب بٹ نے کی۔

یہ ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ بعض جگہوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ سے بھی مدد لی گئی ہے۔ نیپالی زبان میں یہ پہلا ترجمہ قرآن کریم ہے۔ اس سے قبل غیر احمدیوں کی طرف سے چند پاروں کا ترجمہ شائع ہوا تھا مگر مکمل قرآن مجید کا ترجمہ شائع کرنے کی سعادت جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئی۔ یہ ترجمہ پہلی بار 2001ء میں پرنٹ ویل امرتسر (انڈیا) سے شائع ہوا۔

❁❁❁❁❁❁

کنّڑ (Kannada) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

کرناٹک ہندوستان کی رقبہ کے لحاظ سے آٹھویں بڑی اور آبادی کے لحاظ سے نویں بڑی ریاست ہے۔ اس کی آبادی پانچ کروڑ اٹھائیس لاکھ سے زائد ہے۔ اس کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر بنگلور ہے۔ اس صوبہ کی زبان کنّڑ (Kannada) ہے۔

کنّڑ زبان میں ترجمہ قرآن مجید مکرم محمد یوسف صاحب آف مینگلور ایڈیٹر رسالہ 'یوگارشمی' نے کیا اور مکرم ایم بی ابراہیم صاحب آف منجیشور نے نظر ثانی کی۔ امیر صاحب جماعت کرناٹک مکرم محمد شفیع اللہ صاحب کی زیر نگرانی یہ تمام کام ہوتا رہا۔ یہ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیر صغیر، تفسیر کبیر اور پانچ جلدوں میں شائع شدہ انگریزی تفسیر القرآن، اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اردو ترجمہ قرآن مجید، حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن مجید اور حضرت ملک غلام فرید صاحب کی مختصر انگریزی تفسیر اور مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کے ملیالم ترجمہ قرآن مجید کو سامنے رکھ کر کیا گیا۔ آیات کے نمبر Italics میں دیئے گئے ہیں۔ بعض جگہوں پر حاشیہ میں وضاحتی نوٹس بھی ہیں۔ اس کی ٹائپ سیٹنگ MadhulianGraphics مینگلور کے ذریعہ ہوئی۔ 20x26/8 سائز کے 1105 صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ قرآن مجید پہلی بار 2004ء میں نظارت نشر و اشاعت قادیان نے پرنٹ ویل پریس امرتسر سے شائع کیا۔

16 رمئی 2005ء کو ایک خصوصی تقریب میں کنّڑ ترجمہ قرآن مجید کا اجراء جناب ٹی این چترویدی، گورنر کرناٹک کے ہاتھوں راج بھون میں ہوا جس میں شہر کے 150 سے زائد سکالرز، ڈاکٹرز اور وکلاء شریک ہوئے۔ کم و بیش بیس پچیس اخباری نمائندے اور ٹی وی چینل دُوردرشن اور AIR کے نمائندے بھی حاضر ہوئے۔ گورنر صاحب کی تقریر کے لئے پانچ منٹ کا وقت رکھا گیا تھا لیکن انہوں نے پچیس منٹ تک تقریر کی اور اس ترجمہ قرآن کی اشاعت کو سراہا۔ اگلے روز شہر کی پندرہ سے زائد اخباروں نے تصویر کے ساتھ کنّڑ ترجمہ قرآن کی اشاعت کی خبر شائع کی۔ دُوردرشن ٹی وی پر بھی صبح سے شام تک بار بار یہ خبر نشر ہوتی رہی۔ لیکن افسوس ہے کہ کسی ایک اُردو اخبار نے بھی اس ترجمہ قرآن کے اجراء کی خبر نہیں دی۔

❁......اخبار The Hindu میں ایک تصویر شائع ہوئی جس میں گورنر صاحب قرآن مجید کا نسخہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے پریس کے نمائندگان کو دکھا رہے ہیں اور ان کے ساتھ امیر جماعت احمدیہ کرناٹک ایم شفیع اللہ صاحب بھی ہیں۔ تصویر کے نیچے انگریزی زبان میں کیپشن یوں لگایا گیا ہے۔

Spreading the message: The Governor T.N. Chaturvedi releasing the Kannada Translation of the Koran, in Banglore on Monday. M.Shafiullah, President, Muslim Jamaat Ahmadiyya, Karnataka & Goa is seen.

اس کے بعد سہ کالمی سرخی لگائی گئی ہے کہ:

Governor releases Kannada translation of Koran.

انگریزی خبر کا مکمل متن درج ذیل ہے:

Governor releases Kannada translation of Koran

Bangalore: The Governor ,T.N.Chaturvedi,on Monday called for translating the scriptures of all religions into different languages.

Mr.Chaturvedi was speaking after releasing the Kannada translation of the Koran at the Raj Bhawan here.

The translation was done by Mohammad Yusuf, a journalist from Mangalore.

The translated version of the Koran also contains the original text in Arabic.

Scriptures of any religion are for the entire mankind and its essence should be made available to one and all, the Governor said.

The Governor said that people in the world spoke different languages.

To remove douts that they may encounter while reading the translated version the original text should also be provided. This will help them understand the message better, he said.

He expressed happiness at the effort of theAhmadiyya Movement in Islam in translating the Koran in 100 languages along with the Arabic text.

Maulana Kareemuddin saheb Shahid, Head of Wakfe Jadeed (Bairoon), Hafiz Saleh Muhammad Alladin Saheb, retired Head of Department of Astrophysics, Osmania University and M.Safiullah, President Muslim Jamaat Ahmadiyya Karnataka and Goa ,spoke.

All the three said that their religious teacher Hazrat Mirza Ghulam Ahmad said that the Koran accepted Rama,Krishna,the Buddha, Zorathustra, Confucius and others from different regions of the world as messangers of God and all of them spread the message of love and affection.

They said that the Ahmadiyya Community was founded by Mirza Ghulam Ahmad in 1889. It is a reformed and enlightened sect adhering to the most secular Islamic idiologies and beliefs.

They said that the Ahmadiyya movement which has over 20 crore followers all over the world, condemns violence and preaches love and brotherhood.

❁......اخبار The Times of India نے اپنی سوموار 16 رمئی 2005ء کی اشاعت میں لکھا:

Holy Quran is now in Kannada

Express News service May 15

The 116 years old, Ahmadiyya Movement in Islam has brought out the Kannada version of the Holy Quan, which will be released by Governor T.N.Chaturvedi at Raj Bhavan on Monday.

"The essence of the Quran and its values can be understood better when it is one's mother tongue". says Maulana Kareemuddun Shahid, secretary Ahmadiyya Muslim Mission (AMM), which spearheads the movement.

The movement has already translated the Quran in 100 languages worldwide and Kannada will be 16th Indian language. It started by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad in Qadian,Punjab in 1889. From then the community has spread over 178 countries.

The main principal of the community is "Love for all hatred for none". "We follow the same principles and the same Quran that the Muslims follow except that we believe that Ghulam Ahmad is the Promised Messiah, while the Muslims are still waiting for the Messiah", he said. Ghulam Ahmad came as a reformer and spread the message of brotherhood and communal hormoney,he said.

The community upholds secular idiologies and respect the beliefs of other religions.......".

❁......اخبار Deccan Herald نے منگل 17 رمئی 2005ء کو تصویر شائع کرتے ہوئے درج ذیل کیپشن لگایا اور خبر شائع کی:

Governor T N Chaturvadi releasing the Kannada edition of the Quran ar Raj Bhavan in Bangalore on Monday. Also seen Prof. S.M.Allaudin, President of Ahmadiyya Muslim Mission Bangalore, Mhd.Shaffiulla and editor of Yugarashmi Mangalore, Mohd. Yusus.

Kannada Version of Quran released

D.H.News service

Bangalore: "Quran is a holy book relevent to all religions. There is a need for the book to be translated in many languages to thwart the cynical ideas that some have about it". Governor T.N. Chaturvedi said on Monday.

Realeasing the Kannada version of the Holy Quran at Raj Bhavan, the Governor said communal harmony could only be achieved by having a logical outlook towards religions. "Ramakrishna Paramaharmsa touched the core of Hinduism by taking the gist

قائم شدہ 1952

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

of other religions. Without knowing all religions it is not possible for a person to think rationally", he observed.

In his address Prof Hafiz Saleh Mohammad Alladdin retired HOD Department of Astrophysics, Osmania University said Quran has place for the spiritual and social thoughts of other religions though it preached belief in one God.

"The holy book also encourages science and modernisation", he noted.

Translater Mohammaf Yusuf said Islam never favoured terrorism. There was no ambiguity in Quran. "It recognises the idiologies propounded by Rama, Krishna, Buddha and Jesus Christ. Islam stands for peace and tolarence", he added.

Wakfe Jadeed (Bairoon) President Maulana Karimuddin Saheb Presided over the programme. Ahmadiyya Muslim Mission President M Shafiullah was present.

ڈوگری (Dogri) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

ڈوگری زبان زیادہ تر جموں (کشمیر) میں بولی جاتی ہے۔ انڈین پنجاب کے شمال میں ہماچل پردیش میں بھی اس کے بولنے والے پائے جاتے ہیں۔ 2003ء میں اس زبان کو باقاعدہ طور پر ہندوستان کی آفیشل زبانوں میں شامل کیا گیا ہے۔

ڈوگری زبان میں ترجمہ قرآن کریم مکرم ڈاکٹر گیان سنگھ آف جموں نے کیا ہے جو ڈوگری میں پی ایچ ڈی ہیں اور کلچرل اکیڈیمی جموں میں ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ (Head) ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب اردو زبان سے بھی اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ یہ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اُردو ترجمہ قرآن کے مطابق کیا گیا ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ جماعتی طور پر مکرم غلام قادر صاحب مبلغ سلسلہ جموں نے بھی تعاون کیا جو ڈوگری زبان جانتے ہیں۔ یہ ترجمہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو چکا ہے اور اس وقت طباعت کے مراحل میں ہے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

کیسوموں ریجن (کینیا) میں مختلف جماعتی ورفاہی پروگراموں کا انعقاد

(رپورٹ: محمد افضل ظفر ۔ مبلغ کینیا)

کیسوموں ریجن کینیا میں جماعت کو ماہ مئی و جون 2009ء میں مختلف پروگراموں کے انعقاد کی توفیق ملی جن کی کسی قدر تفصیل دعا کی درخواست کے ساتھ ہدیہ قارئین ہیں۔

WORLD ORPHANS DAY CELEBRATIONS

مورخہ 7 مئی 2009 کو پوری دنیا میں یتامیٰ کا دن منایا گیا جس کا مقصد سوسائٹی میں یتیموں کی نگہداشت ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے تحفظ کا شعور پیدا کرنا نیز ان کے جسمانی و ذہنی علمی و اخلاقی امور کی نگہداشت و ترقی کے پروگرام بنانا اور ان پر عمل درآمد کرانا ہے۔ کینیا میں بھی یہ دن پورے اہتمام سے منعقد کیا گیا ہر ضلع میں اس کے پروگرام ہوئے۔ ڈسٹرکٹ کیسوموں ویسٹ جس کا نیا ہیڈکوارٹر Hulo ہے میں اس سلسلہ میں مختلف تقریبات ہوئیں۔ اس سلسلہ میں مکرم DC صاحب ضلع نے ایک District Area Advisory کونسل قائم کی جس میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی خاکسار نے کی اور یہ پہلا موقع تھا کہ اس علاقہ میں مسلم کمیونٹی کو نمائندگی دی گئی۔ اس کمیٹی کے متعدد اجلاس ہوئے جن میں خاکسار نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ کمیٹی کے ارکان نے متعدد سکولوں ہسپتالوں اور لوکل کونسلوں اور دیہاتوں کا دورہ کیا جس میں یتامیٰ کے لئے قائم کئے گئے اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ مریضوں کی بیمار پرسی کے علاوہ انہیں تحائف دیئے گئے۔ یتامیٰ کو سکولوں میں مدعو کر کے ان کی تعلیمی حالت کا جائزہ لیا گیا۔ اور متعدد تقاریب و پروگرام ہوئے۔ الحمد للہ کہ خاکسار کو بھی اسلام کی تعلیمات بسلسلہ خبر گیری یتامیٰ بیان کرنے کا موقع ملا۔ جماعت کا تعارف بھی کرایا۔ اس علاقہ میں 6 احمدی جماعتیں قائم ہیں اور کمبوا میں جماعت کی پختہ مسجد برلب سڑک موجود ہے۔ اس پروگرام کا اختتام 7 مئی کو ایک بہت بڑی تقریب پر ہوا جس میں DC صاحب اور دیگر سرکاری و سیاسی عمائدین واہالیان علاقہ نے شرکت کی۔ Hulo پرائمری سکول کے وسیع گراؤنڈ میں مختلف تقریبات ہوئیں۔ سٹیج اور اس کے اردگرد، نیز من روڈ پر بڑے بڑے بینرز آویزاں کئے گئے جو جماعت کی طرف سے عطیہ دیئے گئے جن پر نہایت جلی حروف میں احمدیہ مسلم مشن کینیا لکھا تھا۔ اسی طرح فٹ بال اوّل پوزیشن کے لئے ٹرافی احمدیہ مسلم ہسپتال شیانڈا (Shianda) کی طرف سے مکرم ڈاکٹر اقبال حسین صاحب نے عطیہ دی اور مکرم امیر صاحب کینیا نے یتامیٰ کی امداد کے لئے اس پروگرام میں دس ہزار شلنگ دیئے۔ اس کے علاوہ خاکسار نے سکولوں کے دورہ کے دوران 12 بچوں اور بچیوں کو سکول یونیفارم بعض مخیّر احباب کے تعاون سے دیئے۔ مکرم DC صاحب نے اور دیگر تنظیموں نے بار بار جماعت کی اس خدمت اور تعاون کو سراہا اور جماعت کو اس علاقے میں ہر قسم کی مدد اور تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ آخر میں DC صاحب نے کمیٹی کے تمام اراکین کو سٹیج پر بلا کر تعارف کروایا اور خاص طور پر خاکسار کو بحیثیت انچارج احمدیہ مشن کیسوموں متعارف کروایا اور جماعت کی ملک گیر خدمات کا بھی ذکر کیا۔ اس کے بعد DC صاحب نے تحریراً بھی شکریہ کا خط مکرم نعیم احمد محمود چیمہ صاحب امیر جماعت کینیا، خاکسار اور دیگر احباب کو لکھا جن کے تعاون سے جماعت کو اس خدمت کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

تربیتی کلاس کا انعقاد

مورخہ 30 مئی بروز ہفتہ مسجد محمود کیسوموں میں ایک ریجنل تربیتی کلاس منعقد کی گئی جس میں مکرم امیر صاحب کینیا، صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیا اور سیکرٹری تعلیم کینیا نے شرکت کی۔ ساڑھے نو بجے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کے بعد معلم مکرم شریف محمود اندولی اور دیگر نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ سوا ایک بجے نماز ظہر و عصر جمع کی گئیں کھانا کھانے کے بعد کلاس کا دوسرا اجلاس شروع ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم امیر صاحب نے تربیتی اور تنظیمی امور پر احباب سے انگریزی میں خطاب فرمایا جس کا ترجمہ سواحیلی زبان میں مکرم رشید احمد اباٹ صاحب نے کیا۔ آپ نے اڑھائی گھنٹے کی طویل تقریر میں نہایت آسان اور عام فہم انداز میں احباب جماعت کو جماعت احمدیہ کے تعارف، نظام خلافت، لوکل نظام جماعت، مختلف ذیلی تنظیموں کے نظام اور ان کے دائرہ کار، اطاعت امیر اور اطاعت خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے آگاہ کیا اور احباب جماعت کو ہر لحہ و ہر آن نظام جماعت سے وابستہ رہنے اور اس کی کامل اطاعت کی تلقین کی۔ نیز آپ نے تبلیغ کی اہمیت اور تربیت اور مالی قربانی کے موضوعات پر بھی تقریر کی۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ کیا گیا۔ پھر مکرم صدر خدام الاحمدیہ سمیر احمد شیخ صاحب اور نیشنل سیکرٹری تعلیم مکرم عبد العزیز گاکوریا صاحب نے باری باری احباب جماعت سے اپنے اپنے شعبہ سے متعلق گفتگو کی۔ تقریباً ساڑھے پانچ بجے اس کلاس کا اختتام دعا پر ہوا جو مکرم امیر صاحب نے کروائی اس کے بعد مہمان رخصت ہوئے۔

اس کلاس میں اللہ کے فضل سے 104 خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ بعد نماز مغرب محترم امیر صاحب نے حلقہ میں متعین معلمین سے میٹنگ کی جس میں گزشتہ سال کی کارگزاری کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور مختلف امور کی نشان دہی کر کے ان پر زیادہ محنت کرنے کی تلقین کی آپ نے معلمین کی مشکلات اور مسائل کا بھی جائزہ لیا اور ان کو حل کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اگلے روز صبح مکرم امیر صاحب ویسٹرن ریجن کی جماعتوں کے دورہ پر روانہ ہوئے۔

Hamisi میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد

مورخہ 7 جون کو جماعت احمدیہ کینیا کو Hamisi کے مقام پر ایک فری میڈیکل کیمپ کے انعقاد کی توفیق ملی۔

Hamisi ایک نیا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہے یہ ملکی تقسیم کے لحاظ سے ویسٹرن صوبہ کا حصہ ہے جبکہ جماعتی طور پر یہ کیسوموں ریجن میں شامل ہے۔ یہ Banja سے تقریباً سات کلومیٹر اندرون واقع ہے۔ اس کے قریب ہماری ایک چھوٹی سی جماعت منگاوو ہے۔ یہاں دو سال قبل جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ ایک کرایہ کے مکان میں نماز سنٹر قائم کیا گیا ہے۔ جہاں احباب باقاعدگی سے نمازیں ادا کرتے ہیں اور ہفتہ میں ایک بار معلم وہاں جا کر کلاس وغیرہ لیتا ہے اس کے علاوہ بھی عند الضرورت وہاں دورے کرتا رہتا ہے۔ جب یہاں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر قائم ہوا تو خاکسار ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب سے ملا جماعت کا تعارف کرایا وہ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور ہر قسم کے تعاون کی یاد دہانی بھی کروائی۔ گزشتہ دنوں اس علاقہ میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی تو مکرم DC صاحب نے یہاں میڈیکل کیمپ کے انعقاد کی تحریک کی۔ الحمد للہ ان کی تحریک پر سات جون کو حمیسی نماز سنٹر میں فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا جس میں خاص طور پر ہیضہ کی وبا کے لئے دوائیاں دی گئیں۔

اس کیمپ کے لئے خاکسار احمدیہ میڈیکل کلینک کیسوموں کے عملہ اور دیگر سٹاف کے ساتھ کیسوموں سے براستہ جیروک حمیسی پہنچا۔ الحمد للہ جیروک میں بھی جماعت کی مسجد اور مشن ہاؤس موجود ہے۔ اور یہاں ماہ فروری میں ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا جا چکا ہے۔ دوائیاں وغیرہ ترتیب دے کر ساڑھے نو بجے مریضوں کا معائنہ شروع کر دیا گیا۔ مکرم معلم رمضان سلمان آف بانجا اور مکرم عبد اللہ سیکرٹری جماعت احمدیہ حمیسی نے پرچی بنانے کا کام سنبھالا۔ دو کلینک افسران مریضوں کا معائنہ کرنے لگے اور باقی سٹاف مریضوں کو ادویات دینے، انجیکشن لگانے اور مرہم پٹی کرنے کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ الحمد للہ ساڑھے چار بجے دوپہر تک 600 مریضوں کا معائنہ کر کے انہیں ادویات دی گئیں۔ اس کیمپ میں لوکل چیف صاحب اور اسسٹنٹ چیف بھی تشریف لائے۔ اور مکرم DC صاحب کی نمائندگی میں شکریہ ادا کیا۔ اگلے دن مکرم DC صاحب نے خود فون کر کے خاکسار کو اس خدمت پر مبارک باد دی اور شکریہ ادا کیا۔ اس کیمپ کے لئے 22000 شلنگ کی ادویات خریدی گئیں اور کچھ بطور عطیہ بھی ملیں اس طرح کل 28,000 سے 30,000 شلنگ کی ادویات مریضوں کو دی گئیں۔ اور یہ رقم مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ یوکے اور ایک مخیّر بہن مکرمہ مسز رضیہ امینی صاحبہ نے اپنی اور اپنی فیملی کی طرف سے ادا کی۔ فجزاھم اللہ خیراً۔

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد
مؤرخ احمدیت

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت مورخہ 26/اگست کو مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 28/اگست میں حضرت مولوی صاحب موصوف کا بہت ہی محبت بھرا ذکر تفصیل سے فرمایا اور آپ کے فضائل حمیدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے واقفین زندگی کو خاص طور پر نصائح فرمائیں۔ (حضورانور کا یہ خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہوچکا ہے)

حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد صرف مؤرخ احمدیت ہی نہیں بلکہ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اپنی ذات میں تاریخ کا ایک باب تھے۔ انتھک محنتی، خلافت سے محبت، وفا اور اطاعت اور دینی غیرت رکھنے والے جید عالم تھے۔ آپ زبردست مقرر اور مصنف تھے۔ آپ کا حافظہ بلا کا تھا۔ تبلیغ کا آپ کو جنون تھا۔ حاضر جوابی میں اپنی مثال آپ تھے۔ مجلس میں بیٹھتے تو پُرلطف علمی نکات اور باموقع لطائف وظرائف اور موزوں اشعار اپنے منفرد، مخصوص انداز میں پڑھتے تو حاضرین پر وجد چھا جاتا۔

1994ء میں جب الفضل انٹرنیشنل کی ادارت کی ذمہ داری اس عاجز کے سپرد ہوئی، ان دنوں خاکسار رخصت پر پاکستان میں تھا۔ خاکسار نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر دعا اور رہنمائی اور قلمی تعاون کی درخواست کی اور عرض کی کہ خصوصیت سے اگر آپ حاصل مطالعہ یا شذرات کی قسم کا کوئی سلسلہ الفضل انٹرنیشنل میں باقاعدگی سے شروع فرماسکیں تو یہ قارئین کے لئے بہت ہی مفید اور دلچسپ اور معلومات میں اضافہ کا موجب ہوگا۔

آپ نے اپنی نہایت گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس عاجز کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور پھر نہایت تندہی اور جانفشانی سے اور تسلسل کے ساتھ اپنے مضامین اور حاصل مطالعہ کی اقساط آخر تک بھجواتے رہے۔ اس وقت بھی الفضل کے دفتر میں ایک ڈھیر آپ کی طرف سے موصولہ حاصل مطالعہ کی اقساط کا موجود ہے جو ابھی طبع نہیں ہوا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرا کام ہے کہ مَیں آپ کو مضامین بھیجتا رہوں۔ شائع کرنا یا نہ کرنا ایڈیٹر کی صوابدید پر ہے۔ چنانچہ ساڑھے پندرہ سال سے زائد عرصہ تک جس باقاعدگی سے آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا وہ بہت سے لوگوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ خاکسار کو علم ہے کہ آپ نے بعض اوقات شدید بیماری کے ایام میں بھی حاصل مطالعہ کی اقساط ارسال فرمائیں اور اس تسلسل میں اپنی طرف سے ناغہ نہیں ہونے دیا۔ اس کے علاوہ بھی چند ایک مرتبہ خاکسار نے معین طور پر بعض موضوعات پر مضامین کے لئے درخواست کی تو آپ نے حد درجہ شفقت ومہربانی سے اسے قبول فرمایا اور نہایت گرانقدر علمی اور ٹھوس مضامین ارسال فرمائے۔

آپ کے صاحبزادہ برادرم مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر نے مجھے بتایا کہ مولوی صاحب آخری علالت سے قبل تک روزانہ کم وبیش اوسطاً اٹھارہ گھنٹے تک کام کرتے تھے۔

آپ کو خلافت سے عشق تھا۔ احمدیت سے پیار تھا۔ اللہ اور رسول سے محبت تھی۔ اپنے کام سے انتہائی لگن تھی۔ آپ ایک زندہ دل، خوش مزاج بزرگ تھے۔ نوجوانوں کا حوصلہ بڑھانے والے جوانوں کے جوان تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح پر بیشمار برکتیں نازل فرمائے اور پسماندگان کو آپ کی دعاؤں کا فیض پہنچتا رہے۔

سلسلہ احمدیہ کے ایک ممتاز شاعر مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب نے شعرائے احمدیت کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی جو دسمبر 2007ء میں شائع ہوئی۔ اس میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کا تعارف بھی درج ہے۔ ذیل میں اس کتاب سے حضرت مولانا صاحب کا تعارف ہدیۂ قارئین ہے۔

(نصیر احمد قمر۔ مدیر اعلیٰ الفضل انٹرنیشنل)

آپ کا نام دوست محمد اور تخلص شاہد۔ آپ کی ولادت 3/مئی 1927ء بمقام پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ ہے۔

ولدیت: حافظ محمد عبداللہ صاحب مرحوم معلم اصلاح وارشاد (ولادت 1902ء۔ بیعت 1933ء، وفات 16/دسمبر 1979ء)

تعلیم: 1936ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ لیا۔ 1946ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور یونیورسٹی بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ آپ کے اور دوم کے نمبروں میں صرف ایک نمبر کا فرق تھا۔ (الفضل 2/ستمبر 1946ء صفحہ 2)

آپ کا پہلا مضمون الفضل 16/مئی 1944ء میں چھپا اور 24/دسمبر 1944ء میں مسجد اقصیٰ قادیان میں خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے زیر صدارت عربی تقریر کا ایک انعامی مقابلہ ہوا۔ مولانا محمد سلیم صاحب مجاہد بلاد عربیہ، مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد اور مولانا ظفر محمد صاحب ظفر نے ججز کے فرائض سرانجام دئے۔ اس مقابلہ میں آپ اوّل قرار پائے۔ (الفضل یکم جنوری 1945ء صفحہ 6)

آپ کی پہلی پبلک اردو تقریر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی صدارت میں ہی مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوئی۔ (الفضل 2/جنوری 1945ء صفحہ 6)

فروری 1946ء کا صوبائی الیکشن بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی زیرنگرانی آپ کے مکان کے ایک حصّہ میں ایک خصوصی دفتر قائم ہوا۔ اس دفتر میں جن نوجوانوں نے خدمت سرانجام دی ان میں آپ بھی شامل تھے۔

1947ء کے آغاز میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر ایک ماہ تک آپ جامعہ کے ہم کلاس طلبہ کے ساتھ وقف عارضی کے سلسلہ میں قادیان کے ماحول میں واقع گاؤں گل منج میں بچوں کی تعلیم اور تبلیغ احمدیت کے لئے سرگرم عمل رہے۔ حضرت ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی نگران تھے۔

آپ نے جامعہ احمدیہ کے دوسرے طلباء کے ساتھ 10/نومبر 1947ء کو قادیان سے ہجرت کی۔

1948-49ء میں آپ کو فرقان بٹالین کے رضا کار کی حیثیت سے محاذ کشمیر اور سرائے عالمگیر کیمپ میں عسکری اور انتظامی خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ بٹالین میں آپ کا رینک لیفٹیننٹ تھا۔ حکومت کی طرف سے آپ کو خدمت پاکستان کا تمغہ بھی دیا گیا۔

مئی 1952ء میں آپ نے جامعۃ المبشرین سے شاہد کی ڈگری حاصل کی اور جماعت اسلامی پر تحقیقی مقالہ لکھا۔ اس مقالے کا عنوان خود حضرت مصلح موعودؓ نے تجویز فرمایا اور حضور کی رہنمائی اور بیان فرمودہ خاکہ کی روشنی میں مرتب ہوا۔ اس پر نظر ثانی امیر مینائی کے جانشین اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے رفیق خاص حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری نے فرمائی۔ یہ مقالہ بعدازاں الفرقان کے ایک خصوصی شمارہ (مئی جون 1955ء) میں شائع ہوا۔ مقالہ کے نگران حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب تھے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد مبارک، خصوصی ہدایت اور نگرانی میں آپ نے 20/اگست 1952ء سے اخبار الفضل کے لئے شذرات کا ایک دلچسپ سلسلہ شروع کیا جسے خدا کے فضل سے پوری جماعت میں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ سلسلہ فروری 1953ء تک جاری رہا۔ مارشل لاء 1953ء کے معاً بعد آپ کو مرکز کے حکم سے خفیہ طور پر کلر کہار بھجوادیا گیا جہاں

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخ احمدیت

آپ ایک ماہ تک روپوش رہے۔

مارچ 1953ء کے فسادات کے دوران بیرونی اطلاعات اور مرکزی ہدایات اور سرکلرز کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کے حکم پر قصر خلافت میں ایک دفتر ریکارڈ کا قیام عمل میں آیا جس کے منتظم کے فرائض آپ کے سپرد رہے۔

25/جون 1953ء کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو شرف باریابی بخشا اور تاریخ احمدیت کی تدوین کی ذمہ داری سونپی اور اس سلسلہ میں زریں ہدایات سے نوازا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور خلفاء احمدیت کی دعاؤں کی برکت سے اب تک 19 جلدیں آپ کے قلم سے سپرد اشاعت ہوچکی ہیں۔ خلفائے احمدیت کے علاوہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ، حضرت مولانا جلال الدین شمس، حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اور حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم اے مفسر قرآن انگریزی نے شاندار اور مبسوط تبصرے فرمائے۔ ایک جلد پر روزنامہ ''انصاف'' راولپنڈی نے ایک مفصل نوٹ میں آپ کو خراج تحسین ادا کیا۔

ان ایام میں جبکہ تحقیقاتی عدالت 1953ء کی کارروائی جاری تھی آپ کو سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں اور جید علماء کی خدمت میں حاضر رہنے اور ضروری حوالوں کے استخراج میں معاونت کی توفیق وسعادت عطا ہوئی۔

آپ دسمبر 1954ء سے اکتوبر 1956ء تک نوجوانان احمدیت کے ترجمان رسالہ ''خالد'' کے نائب مدیر اور اکتوبر 1960ء سے جون 1962ء تک مدیر رہے۔ آپ کے عہد ادارت میں منعقد خصوصی اور ضخیم نمبر جن میں گوجرانوالہ کی تربیتی کلاس نمبر اور خدمت خلق نمبر خصوصی اشاعت کی حیثیت سے ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی خصوصی ہدایت پر آپ نے جلسہ سالانہ 1957ء کے شبینہ اجلاس میں ''جماعت اسلامی پر تبصرہ'' کے موضوع پر تقریر کی جو بہت مقبول ہوئی اور صیغہ نشر واشاعت کی طرف سے متعدد بار شائع کی گئی۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 1958ء کی مجلس شوریٰ میں اس کا بطور خاص ذکر فرمایا۔

1964ء سے 1983ء تک آپ کو تعلیم القرآن کلاس میں تدریس اور لیکچر دینے کی توفیق ملی۔ آپ کی تقریروں کے نوٹ شائع شدہ ہیں جو معلومات سے لبریز ہیں۔

1974ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قیادت وسیادت میں جو نمائندہ وفد اسمبلی گیا اس کے ایک رکن آپ بھی تھے۔ جملہ حوالوں اور ضروری معلومات کی فراہمی آپ ہی کے سپرد کی گئی جسے آپ نے احسن رنگ میں ادا کیا کہ ممبران اسمبلی بھی حیرت زدہ رہ گئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد مبارک ربوہ میں ایک مجلس عرفان کے دوران اس امر کا نہایت دلچسپ رنگ میں تبصرہ فرمایا۔ نیز آپ کو ''حوالوں کا بادشاہ'' کے خطاب سے نوازا۔ انگلستان کی بعض مجالس میں حضور نے انہیں انسائیکلو پیڈیا قرار دیا۔ اسمبلی میں جو محضر نامہ جماعت کی طرف سے پیش کیا گیا اس کی تدوین میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مورخہ 23/اکتوبر 1982ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں فرمایا:

''مولوی دوست محمد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حوالوں کے بادشاہ ہیں۔ ایسی جلدی ان کو حوالہ ملتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ جب قومی اسمبلی میں پیش ہوئے تھے تو وہاں بعض غیر از جماعت دوستوں نے آپس میں تبصرہ کیا اور بعض احمدی دوستوں کو بتایا کہ ہمیں تو کوئی سمجھ نہیں آتی۔ ہمارے اتنے موٹے موٹے مولوی ہیں ان کو ایک ایک حوالہ ڈھونڈنے میں کئی کئی دن لگ جاتے ہیں لیکن ان کا دبلا پتلا سا مولوی ہے منٹ میں حوالے نکال کر پیش کردیتا ہے''۔ (الفضل 11/جون 1983ء صفحہ 1 کالم 1)

آپ کو جلسہ سالانہ کے مقدس پلیٹ فارم سے 1974ء سے 1983ء تک مختلف اہم، علمی موضوعات پر خطاب کرنے کا موقع ملا۔ آپ کی یہ جملہ تقاریر شائع شدہ ہیں اور سلسلہ کے لٹریچر میں ایک منفرد حیثیت رکھتی ہیں۔

مارچ 1981ء میں مرکزی وفد کے رکن کی حیثیت سے پہلی بار بنگلہ دیش کا دورہ کیا۔

جلسہ سالانہ انگلستان 1985ء میں آپ کو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے جلسہ کے بعد جرمنی، سویڈن، ڈنمارک اور ناروے کی جماعتوں کا دورہ کرکے کامیاب لیکچر دئے۔ واپسی پر ہڈرزفیلڈ میں پورے رمضان کے دوران قرآن مجید کا درس دیا جس میں بعض عیسائی دوست بھی ذوق شوق سے شامل ہوئے۔ ایک نوجوان احمدی بھی ہوگئے جو بہت مخلص ثابت ہوئے۔ آپ کا قیام انگلستان میں فروری 1986ء تک رہا۔ اس دوران آپ نے

لندن، بریڈ فورڈ، جلنگھم، برمنگھم، کرائیڈن، مانچسٹر، گلاسگو وغیرہ میں سوال وجواب کی مجالس میں شرکت کی۔ یہ مجالس بہت کامیاب رہیں اور جماعت لندن کے شعبہ سمعی بصری نے خاص اہتمام سے ان کی ویڈیو کیسٹ تیار کیں۔ کرائیڈن کی مجلس سوال جواب کی ویڈیو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خصوصی ہدایت پر دنیا بھر کے تمام مشنوں کو بھجوائی گئی۔ اور اس کے عمدہ اثرات ظاہر ہوئے۔ اس پہلے سفر کے علاوہ آپ 1986ء، 1987ء، اور 1989ء کے جلسہ سالانہ انگلستان میں شامل ہوئے اور ہر مرتبہ انٹرنیشنل مجلس مشاورت میں بھی شمولیت کی سعادت پائی۔

1987ء میں آپ نے پہلی بار امارات متحدہ کا دورہ کیا۔ اگلے سال آپ دوبارہ مرکز کی ہدایت پر تشریف لے گئے اور امارات متحدہ کے علاوہ سلطنت عمان اور کویت بھی گئے۔ یہ دونوں دورے تربیت اور دعوت الی اللہ کے اعتبار سے بہت مفید اور بابرکت رہے۔ ان دوروں میں آپ نے بعض عرب شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور متعدد مجالس سوال وجواب سے خطاب کیا۔ اور ابوظہبی، مسقط اور کویت کی مرکزی لائبریریوں سے بھرپور استفادہ کرکے ضروری حوالہ جات عکس کی صورت میں حاصل کئے اور انہیں مخلصین جماعت کو بغرض ریکارڈ دے دیا۔

اسیر راہ مولیٰ کا اعزاز

خلافت رابعہ کے آغاز میں آپ کو ایک مقدمہ میں ملوث کیا گیا اور کئی ماہ تک جھنگ کی عدالت میں حاضر ہونا پڑا۔ پھر جلسہ سالانہ 1982ء سے چند روز قبل آپ کو گرفتار کرکے لے گئے اور ایک رات ربوہ کی حوالات میں رکھا۔

23؍مارچ 1988ء کو تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ میں جلسہ سیرت النبی ﷺ تھا۔ جس میں آپ کی تقریر جلسہ کے اجلاس دوم میں مقرر تھی۔ لیکن گوجرانوالہ کے احراری مُلّاؤں کی شہ پر پولیس نے جلسہ کے پہلے ہی اجلاس میں پہنچ کر لاؤڈ سپیکر قبضہ میں لے لیا اور جلسہ بند کر دیا گیا۔ ازاں بعد آپ کے اور بعض دوسرے مخلصین جماعت کے خلاف دفعہ 288، 298، 295الف کے تحت مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ جس پر آپ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ 6؍اپریل تا 10؍اپریل 1988ء گوجرانوالہ کی ڈسٹرکٹ جیل میں رہے اور ضمانت پر رہا ہوئے۔ ازاں بعد گوجرانوالہ سیشن کورٹ میں مقدمہ کی سماعت کا لمبا عرصہ اور تکلیف دہ سلسلہ شروع ہوا۔ 3؍اپریل 1990ء کو سیشن جج نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو دو دو سال قید بامشقت اور پانچ پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ اور آپ کو مع 9 دیگر ساتھیوں کے گوجرانوالہ سینٹرل جیل میں ڈال دیا گیا جہاں سے یہ سب اسیران راہ مولا 3؍مئی 1990ء کو ضمانت پر رہا ہوئے۔ (جرمنی کے رسالہ اخبار احمدیہ اگست، ستمبر 1991ء کے صفحہ 31 تا 33 میں ان اسیران راہ مولیٰ کے مفصل حالات شائع ہو چکے ہیں)۔ ایام اسیری کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مولانا صاحب کے فرزند ڈاکٹر سلطان احمد مبشر کو اپنے قلم مبارک سے حسب ذیل مکتوب تحریر فرمایا:۔

''20؍رمضان 1990ء

پیارے عزیزم سلطان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شیر پنجرے میں بھی شیر ہی رہتا ہے اور زندان میں یوسف کی بوئے یوسفی نہیں جاتی۔ اللہ کے شیروں کو ملنے جاؤ تو میرا محبت بھرا سلام اور پیار دینا۔ یہ شیر عصائے موسیٰ کی صفات بھی رکھتے ہیں۔ صاحب عصاء کو ان کی طرف سے کوئی خوف نہیں۔

یہ شیر وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ کا پرتو بھی ہیں اور ان کے جلال کا چہرہ صرف حملہ آور دشمن کی طرف کھلتا ہے۔ جبکہ اپنوں کے لئے رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ہو کر اپنے جمال کی نرم چاندنی ان پر نچھاور کرتے ہیں۔ سلاخوں میں چار بازو تو جا ہی سکتے ہوں گے۔ دلوں کی راہ میں تو کوئی آہنی دیوار بھی حائل نہیں ہوسکتی۔ پس بن پڑے تو سلاخوں میں سے گلے لگا کر دل سے دل ملا کر میرا محبت بھرا سلام اور پیار بھرا عید مبارک کا تحفہ پیش کرنا۔

پھر اس چہرے کی کیفیت لکھنے کی کوشش نہ کرنا میں اس وقت بھی تمہارے ابا کا وہ کھلا ہوا چہرہ دیکھ رہا ہوں اور ان کی خوشیوں کی چاندنی میری آنکھوں کی شبنم بن رہی ہے۔ خدا حافظ

امی کو بھی سلام اور عید مبارک۔ تمہارے خاندان کو یہ سعادتیں اللہ تعالیٰ تا ابد مبارک فرمائے۔

خاکسار

مرزا طاہر احمد''

اپریل 1989ء میں بنگلہ دیش کی جماعتوں کا شاندار جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں واحد مرکزی نمائندے کی حیثیت سے آپ نے شمولیت کی اور ڈھاکہ کے جلسہ سالانہ میں متعدد پُر اثر علمی تقاریر کے علاوہ مؤثر رنگ میں متعدد بار حاضرین کے سوالات کے جوابات دئے۔ بعد ازاں چاٹگانگ کے جلسہ عام سے بھی خطاب کیا۔

مَین آف دی ایئر کا عالمی اعزاز

کیمبرج کے مشہور بین الاقوامی ادارہ انٹرنیشنل بائیوگرافیکل سینٹر نے آپ کو مَین آف دی ایئر 93-1992 کا اعزاز دیا جس پر الفضل نے حسب ذیل نوٹ لکھا۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کا عالمی اعزاز

اس سے قبل دو احمدی بزرگان کو عالمی اعزاز ملنے کی خبر شائع کی جا چکی ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ایک اور احمدی عالم دین محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مؤرخ احمدیت کو بھی کیمبرج برطانیہ میں قائم شدہ ایک عالمی انٹرنیشنل بائیوگرافیکل سینٹر نے مَین آف دی ایئر 93-1992 کا اعزاز دیا ہے۔ یہ اعزاز ایسی خاص خاص عالمی شخصیات کو دیا جاتا ہے جن کی صلاحیتوں، کامیابیوں اور قیادت کا علمی سطح پر اعتراف کیا جاتا ہے۔

اس اعزاز کی نامزدگی اس ادارے کے ایڈیٹوریل اور ایڈوائزری بورڈ کی سفارش پر عمل میں آئی ہے۔ ہر سال اس مقصد کے لئے اس ادارے کے اہلکار لگ بھگ دس ہزار افراد کی سوانح، ان کے کارناموں اور کامیابیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جس کے بعد تھوڑی سی تعداد میں مَین آف دی ایئر منتخب کئے جاتے ہیں۔

یہ عالمی ادارہ سوانح پر مبنی مشہور عالمی کتب شائع کرتا ہے جس میں مختلف اہم شعبہ ہائے زندگی سے چنیدہ لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور عالمی سطح کے اہم افراد کی کامیابیوں اور صلاحیتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد دینی اور علمی موضوعات پر لگ بھگ دو درجن کتب کے مصنف ہیں۔ ان کا اہم ترین شاہکار تاریخ احمدیت کی تدوین ہے جس کی وجہ سے انہیں مؤرخ احمدیت کہا جاتا ہے''۔

(الفضل 14؍اپریل 1993ء، صفحہ 1و8)

تاریخی مباحثہ کوئمبٹور میں شرکت

نومبر 1994ء میں بھارت کے صوبہ تامل ناڈو کے شہر کوئمبٹور میں جماعت احمدیہ اور جمعیت اہل قرآن و الحدیث کے مابین ایک تاریخی مناظرہ ہوا۔ یہ مناظرہ آروی ہوٹل کے وسیع ہال میں ہوا۔ یہ مناظرہ 9 روز تک جاری رہا۔ خدا تعالیٰ نے اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دعاؤں کی برکت سے فتح مبین بخشی۔ اسی مناظرہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد مبارک پر مولانا صاحب نے بھی شرکت کی۔ حضور نے نہ صرف اظہار خوشنودی کیا بلکہ کمال شفقت و ذرہ نوازی سے ایک ہزار روپے سے بھی نوازا۔

1994ء تک کی تاریخ احمدیت کی تدوین

جون 2003ء یعنی خلافت خامسہ کے آغاز پر آپ کو تاریخی خدمات بجا لاتے ہوئے پچاس سال مکمل ہو گئے۔ وسط 2005ء تک آپ تاریخ سلسلہ پر مشتمل 1994ء تک حالات سپرد قلم کر چکے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے قریباً تین سو صفحات پر محیط احراری مطالبہ اقلیت 1974ء کے پس منظر کے موضوع پر ایک معلومات افروز باب کا اضافہ کیا ہے۔ جس میں مخفی اور گمشدہ تاریخ کے بہت سے گوشوں کو کمال تحقیق و تفحص سے اجاگر کر کے اس حقیقت کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف احراری مطالبہ کے پیچھے نہ صرف برٹش انڈیا کی سوشلسٹ جماعتیں بلکہ بالشویکی روس کے زبردست استعماری طاقت بھی کارفرما تھی۔ نیز یہ کہ بابیت اور بہائیت ایران کے ''پیغمبر اشتراکیت'' مزدک کی بازگشت ہے۔

دورہ یورپ 2002ء

اگست تا اکتوبر 2002ء میں آپ نے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر خطاب کے علاوہ فرانس، ڈنمارک اور سویڈن کے سالانہ جلسوں میں بھی شرکت کی اور سوال وجواب کی دلچسپ مجالس میں بھی 25؍اکتوبر 2002ء کو آپ نے اپنے محبوب آقا خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے آخری بار ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

آپ کو خلافت ثالثہ اور رابعہ کے عہد مبارک میں کئی بار مسجد مبارک میں رمضان المبارک میں درس قرآن دینے کی توفیق ملی۔ متعدد بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عالمگیر بیرونی دوروں کے دوران مسجد اقصیٰ ربوہ میں خطبات جمعہ دینے کی موقعہ ملا۔ سالہا سال سے آپ مجلس مشاورت کے اعزازی رکن ہیں۔ آپ پہلے بھی کئی سال افتاء کمیٹی کے ممبر رہے اور اب بھی آپ اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔

تصانیف

آپ کے قلم سے دسمبر 1991ء تک تاریخ احمدیت کی 18 جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ آپ کی دیگر تالیفات کی تعداد 36 ہے۔ دو کتب پریس میں ہیں۔ آپ کے بلند پایہ علمی مضامین اخبار ''الفضل'' (قادیان، ربوہ)، ''فرقان'' (قادیان)، اخبار ''بدر''، ''ریویو آف ریلیجنز'' (قادیان)، ''الفرقان'' (ربوہ)، رسالہ ''خالد، انصار اللہ اور لاہور'' میں بکثرت شائع شدہ ہیں۔ اسی طرح مسلم ہیرالڈ (لندن)، سینار اسلام (انڈونیشیا)، اخبار احمدیہ (جرمنی) اور احمدیہ گزٹ (کینیڈا) کی زینت ہیں۔ آپ کی ایک تالیف حضرت نعمت اللہ ولی کا اصلی قصیدہ لاہور کے ایک غیر احمدی ادارہ نے ''قمر اسلامپوری'' کے قلمی نام سے شائع کی۔ اس کتاب کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ آپ کے بعض مضامین پر اخبار ''امروز'' اور رسالہ ''حمایت اسلام'' لاہور نے گرانقدر تبصرے کئے۔

آپ کا فاضلانہ مقالہ ''مودودی شہ پارے'' غیر احمدی علماء کے ایک ترجمان رسالہ میں بھی شائع ہوا اور علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ارشاد مبارک

آپؒ نے فرمایا:

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد سلسلہ میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ بہت ہی عظیم الشان خدمت کی توفیق پائی ہے اور بہت گہرا علم رکھتے ہیں۔ تاریخ احمدیت میں خدا کے فضل سے سند بن چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ہمیشہ بڑی انکساری کے ساتھ سلسلہ کی خدمات پر مامور رہے اور ان کی خدمات کا حق ادا کیا۔

(الفضل 14؍دسمبر 1991ء، صفحہ 7)

نمونہ کلام

بارگاہ رسالت میں ایک گدائے بےنوا کا ہدیہ عقیدت

''مولا میری بگڑی ہوئی تقدیر بنانے والے
فرش سے عرش تک جلوہ دکھانے والے
تیرے احسانوں کا ہو شکر بھلا کیسے ادا
ہم غریبوں کو محمدؐ سے ملانے والے
ارض یثرب تیری عظمت پہ ہیں افلاک جھکیں
شاہ لولاک کو سینے پہ بسانے والے
اک نظر شاہد تشنہ کی طرف بھی آقاؐ
آب کوثر سے بھرے جام پلانے والے

❁❁❁❁

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

تیسری قسم کلام کی کشف ہے اور یہ تمثّل کی صورت میں ہوتا ہے۔ چاہے وہ بصورت جبرائیل علیہ السلام ہو یا کسی اور فرشتہ یا کسی دوسری چیز کی صورت میں ہو۔.........پس آیت اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا میں سوائے مذکورہ بالا تین طریقوں کے کلام الٰہی کا اور کوئی طریق نہیں بتایا گیا‘‘۔

(الحکم۔ جلد 5نمبر 11 مورخہ 24/مارچ1901ء۔ صفحہ 6۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 112-113۔ مطبوعہ ربوہ)

تو انسانوں سے خدا تعالیٰ کی پیغام رسانی کے یہ تین طریقے ہیں جس کا خدا تعالیٰ نے اپنی اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا طریق ہر ایک کے اپنے خدا سے تعلق اور مرتبے اور مقام کے لحاظ سے ہے۔ اپنے جن خاص بندوں کو خدا تعالیٰ وحی و الہام کرتا ہے ان کو رؤیا صادقہ بھی دکھاتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کو سچی رؤیا دکھائی ہو وہ صاحب کشف و الہام بھی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: بعض دنیاداروں کو بھی اللہ تعالیٰ سچی خوابیں دکھاتا ہے۔ وہ ان کے کسی مقام کی وجہ سے نہیں ہوتیں بلکہ اُن پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بذریعہ وحی و الہام اور کشف بھی مخاطب ہوتا ہے یا پیغام بھیجتا ہے۔ تا کہ اُنہیں (ایسے لوگوں کو) خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین قائم ہو۔ اور وحی و الہام کا دعویٰ کرنے والے کی بات سننے کی طرف انہیں توجہ پیدا ہو۔ لیکن اس کے باوجود بدقسمتی سے کروڑوں اربوں لوگ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے کی بات سننے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ تو جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ یہ انبیاء ہی ہیں جو اس آیت کے سب سے بڑھ کر مصداق ہوتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو جو اللہ تعالیٰ اُن پر اتارتا ہے دنیا کو بتائیں اور انہیں عِبَادُ الرَّحْمٰن بنانے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ: مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ـ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَ (المائدہ:100) رسول پر صرف بات کا پہنچا دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

پھر ایک جگہ فرمایا: قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّا اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (سورۃ یٰس: 16-17) انہوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہم کھلی کھلی تبلیغ کریں۔ اس بارہ میں اور بھی کئی رسولوں کی ذمہ داریوں کے متعلق ذکر فرمایا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (المائدۃ:68) کہ تیرے ربّ کی طرف سے جو کلام تجھ پر اتارا گیا ہے اُسے دنیا تک پہنچا۔

یہ کون سا پیغام ہے، یہ کس چیز کی تبلیغ ہے جو رسول کرتے ہیں؟ ہر ایک جانتا ہے کہ وہی پیغام جو اُن پر وحی کیا گیا ہے اور یہ اُن رسولوں اور انبیاء کی ذمہ داری نہیں ہوتی کہ ضرور اس پیغام کو منوائیں بھی۔ صرف یہ کام ہے کہ واضح کر دیں کہ یہ اللہ کا پیغام ہے۔ اگر اسے قبول کرو گے تو اپنی دنیا اور آخرت سنوار لو گے اور اگر اس پیغام پر کان نہیں دھرتے تو تمہارا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے انکار کرنے والوں کو بڑا انذار فرمایا ہوا ہے۔ اس لئے انبیاء جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی کرنے والے ہیں لوگوں کے انکار کی وجہ سے بے چین ہو جاتے ہیں۔ انہیں نظر آ رہا ہوتا ہے کہ اس انکار کا نتیجہ خوفناک نکل سکتا ہے۔ اور اس بے چینی میں سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں ایک جگہ یوں آتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء:4) تو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ لوگوں کے ایمان لانے میں انبیاء کی ذاتی غرض تو نہیں ہوتی۔ جس طرح کہ قرآن کریم میں ہر نبی کے ذکر میں آگے جواب آتا ہے کہ مَیں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر یہ بات پوری ہوتی ہے جن کا اوڑھنا بچھونا ہی خدا تعالیٰ کی ذات تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ آپ سے اعلان کروایا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:163) تو اُن سے کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ تو جس نے سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے کر دیا اس نے دنیا سے کیا لینا ہے۔ جو دنیا والوں سے لینے کی بجائے دنیا والوں کو اس فیّاضی سے دیتا تھا کہ کفار بھی یہ کہہ اٹھتے تھے کہ یہ کسی اور دنیا کی مخلوق ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا اس وجہ سے تھا کہ اس پیغام کا انکار کر کے یہ لوگ کہیں ہلاک نہ ہو جائیں۔ دنیا والوں کو ہلاکت سے بچانے کیلئے آپ شدید بے چین اور کرب کی حالت میں رہتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس درد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’یہ نور ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا اور پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دور اور مہجور ہو گئی مگر اسلام میں چشمۂ توحید جاری رہا۔ یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء:4) یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا جو یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی اُمّت میں جو اس درجہ کی صلاح و تقویٰ پیدا نہ ہوئی اس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دلسوزی اُمّت کے لئے اُن نبیوں میں نہیں تھی‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22صفحہ 103-104۔ حاشیہ)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ نبی آخر الزمان تھے اور خاتم الانبیاء تھے۔ اس لئے آپ کا درد بھی قیامت تک پیدا ہونے والے لوگوں کے لئے تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی مبعوث ہونے کی بھی آپ کو خوشخبری دی تھی جیسا کہ مَیں نے آپ کو بتایا کہ انبیاء دنیا میں آتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی اتری ہوئی وحی کو، جو ضروری نہیں کہ نئی شریعت کی صورت میں ہو بلکہ اپنے سے پہلے نبی کی شریعت اور پیغام کو حقیقی رنگ میں پیش کریں اور یہ حقیقی رنگ میں پیش کرنا ہی ہے کہ اگر زمانہ گزرنے کے ساتھ لوگ اسے بھول گئے ہیں یا صحیح فہم حاصل نہ ہونے کی وجہ سے اُس میں نئی بدعات داخل ہو گئی ہیں تو اُنہیں صاف اور روشن کر کے جس کا ادراک انہیں خدا تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ سے دیا گیا ہے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ بہرحال انبیاء دنیا میں اس لئے آتے ہیں اور ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کر کے انہیں خدا تعالیٰ کے قریب لانے کی کوشش کریں اور کیونکہ اُن کے دل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے درد سے بھرے ہوتے ہیں اس لئے ایک فکر اور بے چینی سے وہ یہ کام سرانجام دیتے ہیں۔

انبیاء کی اسی حالت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’نبی بوجہ اس کے کہ ہمدردی بنی نوع کا اس کے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے۔ اپنی روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اُس پر ظاہر ہوا ہے دوسرے لوگ بھی اُس کو شناخت کریں اور نجات پاویں۔ اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے۔ اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22صفحہ 117)

فرمایا: ’’ہر ایک اپنے لئے کوشش کرتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام دوسروں کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ لوگ سوتے ہیں اور وہ اُن کیلئے جاگتے ہیں۔ اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ اُن کے لئے روتے ہیں اور دنیا کی رہائی کیلئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر وارد کر لیتے ہیں۔ یہ سب اس لئے کرتے ہیں کہ تا خدا تعالیٰ کچھ ایسی تجلی فرماوے کہ لوگوں پر ثابت ہو جاوے کہ خدا موجود ہے اور مستعد دلوں پر اس کی ہستی اور اس کی توحید منکشف ہو جاوے تا کہ وہ نجات پائیں۔ پس وہ جانی دشمنوں کی ہمدردی میں مر رہتے ہیں‘‘۔ فرمایا ’’اور اس امر میں سب اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلایا۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22صفحہ 117-118)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

SHAHEEN REISEN
Authorised Travel Agency

آپ ہمیشہ اپنی قابلِ اعتماد شاہین ٹریول سروس سے دُنیا بھر کے کسی بھی مُلک سے سفر کرنیوالوں کے لئے جدید الیکٹرونک طریقہ کار سے ہوائی ٹکٹ فوراً حاصل کریں۔ نیز UK سے بذریعہ کار DOVER سے CALAIS آنے والوں کے لیئے FERRY کی سستی بکنگ کروائیں مذید معلومات کے لیئے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔ شکریہ

Arshad Ahmad Shahbaz
-Chief Executive-

Fon: 06151 - 36 88 525
Fax: 06151 - 36 88 526

info@shaheenreisen.de

Ferry offer for UK
! OPEN TICKETS !

Adresse: Esselbornstr. 8 - 64289 Darmstadt

Bankverbindung: Shaheen Reisen - Kontonr.: 716 985 504 - BLZ: 370 100 50 - Postbank Köln

www.shaheenreisen.de

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

تاریخ احمدیت اٹلی

جماعت احمدیہ اٹلی کے رسالہ ''المنار'' نومبر 2007ء تا جنوری 2008ء میں اٹلی اور سپین میں احمدیہ مشن کی تاریخ پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مسلمانوں نے (711ء تا 1429ء) قریباً آٹھ سو برس تک نہایت شان وشوکت سے حکومت کی۔ مگر بادشاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازبیلہ کے اس مشترکہ فرمان کے بعد کہ کوئی مسلمان سپین میں نہیں رہ سکتا، مسلمان نہایت بے دردی اور سفّا کی سے ختم کر دیئے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہاں ازسرِنو لوائے اسلام لہرانے کے لئے یکم فروری 1936ء کو محترم ملک محمد شریف صاحب گجراتی کو قادیان سے روانہ فرمایا۔ آپ 10 مارچ 1936ء کو دارالحکومت میڈرڈ پہنچے۔ آپ اپنی ایمان افروز داستان میں تحریر فرماتے ہیں کہ سپین کی خانہ جنگی شروع ہونے سے پہلے میڈرڈ کی تھیوسافیکل سوسائٹی کے ممبران کے علاوہ انفرادی طور پر جن لوگوں تک پیغام احمدیت پہنچایا اُن میں یونان کی ایک بہت بڑی شخصیت Count Antonio Logothete بھی شامل تھے جن کا نام حضرت مسیح موعودؑ کے نام پر ہی کونٹ غلام احمد رکھا گیا۔ آپ میڈرڈ شہر کی بار ایسوسی ایشن کے صدر تھے اور یونانی شہریت رکھتے تھے۔ آپ کی اہلیہ کا اسلامی نام آمنہ رکھا گیا۔ جب خانہ جنگی کے دوران کمیونسٹوں نے خدا پر ایمان رکھنے والوں کی زندگی اجیرن کردی تو مجبوراً کونٹ غلام احمد صاحب کو سپین سے نکلنا پڑا۔ عرصہ کے بعد وہ البانیہ پہنچے جہاں آپ کی وفات اُس وقت ہوئی جب میں دشمن کے قیدی کیمپوں میں بیکسی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ آپکی اہلیہ آمنہ کو میڈرڈ پولیس نے گرفتار کر کے ہر روز گولی مارنے کی دھمکیاں دیں۔ مگر آخر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ غیر متوقع طور پر رہا کر دیا گیا۔

میڈرڈ میں شدید بمباری میں دو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے خارق عادت طور پر موت کے منہ سے بچایا۔ انگریز سفیر نے مجھے سفارت خانہ میں بُلا کر مشورہ دیا کہ جان کی حفاظت کی خاطر کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں۔ مَیں نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ ایسے حالات کے پیش نظر کیوں نہیں چلے جاتے؟ جواب ملا کہ وہ انگریز حکومت کے حکم کے بغیر کوئی عملی قدم نہیں اُٹھا سکتے۔ میں نے جواباً کہا کہ آپ چند پاؤنڈ کے لالچ سے اپنی جان مصیبت میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں تو مجھے اتنا ذلیل سمجھتے ہیں کہ میں موت کے ڈر سے اس ملک سے چلا جاؤں حالانکہ میں یہاں آیا ہی مرنے کے لئے ہوں۔ اس پر آپ نے میری عمر پوچھی اور یہ معلوم کرکے کہ 23 سال کی عمر میں اتنی قربانی کی روح میرے اندر کس نے پیدا کی ہے۔ میں نے نہایت عاجزی سے بتایا کہ اسلام اور احمدیت نے۔

میڈرڈ کی صورت جب حد درجہ نازک ہوگئی تو برطانوی حکومت نے حکماً ہر فرد کو سپین سے نکال کر جنگی بحری جہاز کے ذریعہ فرانس اور دیگر ممالک میں بھیج دیا۔ مجھے بھی فرانس کی بندرگاہ مارسیلز آنا پڑا جہاں سے لندن گیا اور وہاں سے براستہ سمندر حضورؓ کے ارشاد پر 21 جنوری 37ء کو اٹلی کے دارالسلطنت روما پہنچا۔ یہاں میری ملاقات کونٹ غلام احمد صاحب سے ہوئی۔ آپ باوجود ضعیف العمری کے میرے مکان پر آیا کرتے جو چھٹی منزل پر واقع تھا۔ سپین کی بمباری کے دوران میرے پاؤں میں بم کے ایسے ٹکڑے موجود تھے جنہیں نکلوانے کے لئے کئی ماہ ہسپتال میں زیر علاج رہنا پڑا۔ جونہی اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی تو زبان سیکھنے اور تبلیغ کے کام کی طرف متوجہ ہوا۔ 1940ء تک ہر قسم کے صبر آزما حالات کا مقابلہ کر کے اور چند خلیق انسانوں کو حلقہ بگوش احمدیت کرنے کے بعد جنگی قیدی کیمپوں میں چار سال تک رہنا پڑا۔ روما کے معزز اور باوقار احمدی دوستوں میں سے کونٹ غلام احمد صاحب، پروفیسر یقین صاحب، ڈاکٹر انور صاحب اور اُن کے والد بشیر احمد صاحب اپنے اخلاص اور محبت کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ تاریخ میں اُن کے نام محفوظ رہیں۔

قیدی کیمپ میں جانے سے پہلے ایطالیہ میں تیس کے قریب انسانوں نے احمدیت قبول کی تھی مگر قید کے چار سالہ عرصہ میں ہر کسی پر طرح طرح کے مصائب آئے۔ اگرچہ اس عرصہ میں میری پہلی بیوی سلیمہ خاتون کے علاوہ یوگوسلاویہ کے تین افراد کو اللہ تعالیٰ نے قبول احمدیت کی توفیق دی جن میں برادرم توفیق احمد Claicic صاحب خاص طور پر اپنے اخلاص اور ایثار کی وجہ سے قابل ذکر ہیں۔ قیدی کیمپ میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیشمار احسانات مجھ عاجز پر کئے۔ چنانچہ پندرہ مختلف اقوام کی نمائندگی کے فرائض سرانجام دیئے اور اپنی ہر دلعزیزی کے نتیجہ میں سینکڑوں مصیبت زدہ قیدی ساتھیوں کی جانیں بچانے کی توفیق ملی۔ ہندوستانی افواج کی بہتری و بہبودی کے کاموں میں نمایاں طور پر حصہ لینے کی توفیق ملی۔ انڈین آرمی ایجوکیشنل لیکچرر کے طور پر ان کے ساتھ فلارنس یونیورسٹی میں کام کرتا رہا۔ ہندوستانی افواج کے ہمراہ جنگ میں کام آئے ہوئے سپاہیوں کی لاشیں دفنانے کے کام میں دائیں آنکھ اور سر پر سخت چوٹ آئی جس کے نتیجہ میں دائیں آنکھ ہمیشہ کے لئے کمزور ہوگئی۔ ایطالیہ میں ایک اتحادی کمیشن اُس وقت موجود تھا۔ اُس کے ساتھ اپریل 1947ء تک کام کیا۔ اسی اثناء میں حضورؓ نے دو مجاہدین (یعنی ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل اور مولوی محمد عثمان صاحب فاضل) کو ایطالیہ کے لئے نامزد کر کے خاکسار کو ازسرِنو سسلی بھجوایا۔ دونوں مجاہدین کو Messina بھیجا تا وہاں کے لوگوں کو یہ بتایا جاسکے کہ وہ کبھی مسلمان رہے تھے۔ لیکن جب اس شہر کی مقامی حکومت نے دونوں مبلغین کو 24 گھنٹوں میں ملک چھوڑ دینے کا حکم دیا تو بالائی حکام سے مل کر اور انہیں گزشتہ اسلامی زمانہ کی یاد دلا کر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس حکم کی تنسیخ میں کامیابی حاصل ہوگئی۔

اس موقعہ پر دو ایمان افروز واقعات قابل ذکر ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ مسینہ کی بندرگاہ کے قریب ایک پرانی یادگار کے سامنے (جو مسجد سے مشابہت رکھتی تھی) میں نے کھڑے ہوکر سوز وگداز سے دعا کی تو ایک بھاری مجمع جمع ہوگیا۔ میرے پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ پرانے زمانہ کی مسجد ہے۔ اس پر رقّت کے ساتھ میں نے حاضرین کو بتایا کہ آپ کے آباؤاجداد مسلمان تھے، کاش آپ میں سے کوئی ایک ہی اُس زمانہ کی یاد تازہ کرکے اسلام کی طرف متوجہ ہو؟ اس پر ایک نوجوان کہنے لگا کہ میں اس بات کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ اُسے سلسلہ کے عقائد سے واقف کیا گیا تو اُس نے اسلام قبول کرکے اپنا نام ''محمود'' رکھنا پسند کیا۔ دوسرے نوجوانوں پر اس کا گہرا اثر تھا اور اس نوجوان کے ذریعہ وہاں پر ہماری تبلیغ کے انتظامات ہوتے رہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ Messina شہر کی میونسپل کمیٹی کے قریب ایک فوٹوگرافر کی دکان تھی۔ یہ فوٹوگرافر مجھے دیکھ کر ایک عجیب انداز میں ٹکٹکی لگائے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ عرصہ ہوا میں نے اور میری بوڑھی والدہ نے ایک ہی رات ایک ہی خواب دیکھی تھی جس میں ایک جلیل القدر انسان حاضرین سے مخاطب ہوکر اسلام کی خوبیاں بتا رہے تھے۔ اُن کے اردگرد کئی لوگ موجود تھے مگر اُن میں سے دو کی شکلیں مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ ایک کا چہرہ گول اور موٹے نقش تھے اور دوسرے انسان کا چہرہ بہت نورانی تھا۔ اور ان ہر سہ اشخاص کے قریب چوتھے آپ تھے۔ پھر انہوں نے اپنی والدہ کو بلایا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی جو فوٹوگرافر نے بتائی تھی۔ تب میں نے البم کھول کر سب سے پہلے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو دکھایا تو انہوں نے یہ بتایا کہ یہی وہ جلیل القدر انسان تھے۔ بعد ازاں حضرت خلیفہ اولؓ کا فوٹو دکھایا تو اس بات کی تصدیق ہوئی کہ آپ ہی گول چہرے والے اور موٹے نقشوں والے ہیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی فوٹو دیکھ کر انہوں نے بتایا کہ یہی وہ انسان ہیں جن کا چہرہ بہت نورانی ہے۔

جلد ہی اٹلی کا مشن بند کرنا پڑا اور ہر دو مجاہدین کو واپس مرکز میں بلا لیا گیا۔ گو میں نے بدستور اٹلی میں اپنی رہائش جاری رکھی اور روزی کے ذرائع پیدا کرکے 1949ء میں ہوائی جہاز کے ذریعہ پاکستان آیا جہاں ایک سال ٹھہرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ہدایات لے کر واپس ایطالیہ آگیا اور یہاں ناموافق حالات کے باوجود 1955ء تک فریضۂ تبلیغ بجالاتا رہا اور مختلف ممالک کے اہم افراد سمیت ہزاروں لوگوں تک پیغامِ احمدیت پہنچایا۔

محترم ملک محمد رفیق صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11/جولائی 2007ء میں مکرم چودھری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل نے مکرم ملک محمد رفیق صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

مضمون بیان کرتے ہیں کہ مجھے کئی ادوار میں محترم ملک محمد رفیق صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اُن کا اخلاقی پہلو ہمیشہ نمایاں رہا۔ 1948ء میں فرقان فورس میں ہم اکٹھے رہے۔ محترم ملک صاحب اپنی قابلیت اور اخلاص کی بناء پر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے دست راست تھے جو ہمارے نگرانِ اعلیٰ تھے۔ ایک واقعہ نے مجھے بہت متأثر کیا جب سارے کیمپ کا معائنہ کرتے وقت آپ نے کمبلوں کی کمی محسوس کی۔ آپ نے کسی پر چوری کا الزام لگائے بغیر حکم دیا کہ ہر مجاہد اپنے خیمہ سے سارے کمبل ایک مرکزی مقام پر لاکر جمع کروائے۔ اس کے بعد جب کمبل تقسیم کئے گئے تو کوئی کمی نہ رہی۔

ربوہ میں بحیثیت صدر محلّہ لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ مخالف رائے رکھنے والوں کا بھی احترام کیا کرتے تھے۔ معتمد علیہ ہونے کی بناء پر خلفائے کرام بعض اہم امور بھی آپ کے سپرد فرمایا کرتے تھے۔

ذیلی تنظیموں میں بھی ہم دونوں ہم عصر رہے۔ آپ کے سپرد مال کا شعبہ تھا۔ ایک بار مرکز کی طرف سے ہم دونوں سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں بھجوائے گئے۔ بس کے انتظار میں جب ہم بیٹھے ہوئے تھے تو مَیں نے محسوس کیا کہ آپ ایک پاؤں میں تکلیف کی وجہ سے پریشان ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ ایسی تکلیف میں تو آپ کو یہ سفر اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا لیکن خدمت دین کی لگن تھی کہ آپ کبھی انکار نہیں کیا کرتے تھے۔ ایک اور موقع پر آپ کو سفر کا حکم ملا تو آپ نے ایک منذر خواب دیکھا۔ اس پر آپ نے بکرا صدقہ دیا اور دعا کرتے ہوئے جماعتی سفر کو ترجیح دی۔ اِس خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ اگلے روز آپ کا ایک بچہ جو ریلوے لائن پر کھیل رہا تھا لیکن آتی ہوئی گاڑی کو نہ دیکھ سکا چنانچہ گاڑی قریب آئی تو لوگوں کے شور مچانے پر کہ لیٹ جاؤ، وہ نیچے لیٹ گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے معجزانہ طور پر محفوظ رہا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31/جنوری 2008ء میں مکرم محمد افضل متین صاحب نے مکرم ملک محمد رفیق صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مجھے تین سال تک مرحوم کے محلّہ کی مسجد سے ملحق کمرہ میں رہنے کا موقع ملا۔ آپ روزانہ بہشتی مقبرہ جا کر گھنٹوں رو رو کر دعائیں کرنے کے عادی تھے۔ بہت غریب پرور تھے۔ اپنے گھر میں چھ سات کوارٹر بنا رکھے تھے جو ادنیٰ کرایہ پر غرباء کو دیتے۔ یہ ادنیٰ کرایہ بھی شاید اس لئے تھا کہ غریب کی خودداری کو ٹھیس نہ پہنچے۔ لمبا عرصہ صدر محلّہ رہے۔ ایک شام مَیں نے آپ کو بتایا کہ مجھے اگلی صبح چار بجے سکول کے ٹرپ پر لاہور جانا ہے۔ تو اگلی صبح خود ہی آ گئے اور کہا کہ آؤ آپ کو سائیکل پر سکول تک چھوڑ آؤں۔ پھر کچھ پیسے دیئے کہ یہ جیب خرچ رکھ لو۔

جماعت احمدیہ جرمنی کے خلافت سووینئر میں شامل مکرم ناصر راجپوت صاحب کے کلام سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہو جائے گر اجازت کردوں بیاں یہ چاہت
تسکینِ جان و دل ہے گلدستۂ خلافت
سو سال کی کہانی اِک پل کا خواب گویا
تعبیرِ خوابِ جنت ، فیض ونشاط و راحت
جو ہم کو جانتے ہیں اور مانتے نہیں ہیں
رسوائی ان کی قسمت ان کا نصیب ذلّت
اے شب گزیدہ لوگو! یہ مژدۂ سحر ہے
ہے صبح کامرانی مسرور کی امامت

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
23rd October 2009 – 29th October 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 23rd October 2009

00:00 MTA World News & Dars-e-Malfoozat
00:15 Tilawat
00:20 Yassarnal Qur'an
00:40 MTA International News
01:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th August 1995.
02:15 Dars-e-Malfoozat
02:40 MTA World News
03:00 Tarjamatul Quran Class: Recorded on 11th November 1998.
04:05 Jalsa Salana Germany Address: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 1st August 2004 in the ladies session.
05:10 MTA Variety: concluding prize distribution ceremony of Taleem-ul-Qur'an Class.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 13th March 2005.
08:10 Siraiki Service
08:30 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 21st April 1994.
09:45 Indonesian Service
10:40 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh Mosque, London
13:15 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:10 Bengali Mulaqa'at
15:15 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon
17:20 Baitul Futuh: the inaugural reception and dinner held during the opening ceremony of Baitul Futuh mosque in Morden.
17:30 Le Francais C'est Facile [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News
21:10 Friday Sermon recorded on 23rd October 2009
22:20 MTA Variety: a documentary on the extreme snowfall in Edmonton, Canada.
22:45 Reply to Allegations [R]

Saturday 24th October 2009

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:25 Le Francais C'est Facile
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th August 1995.
02:55 MTA World News
03:10 Friday Sermon recorded on 23rd October 2009
04:25 Rah-e-Huda
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 13th March 2005.
08:00 Question and Answer Session: Recorded on 17th February 1984.
09:00 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
11:00 Crocodile Park Mauritius
11:25 Ashab-e-Ahmad
12:00 Tilawat
12:15 Yassarnal Qur'an
12:50 Bengali Service
13:50 Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme
14:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
15:50 Rah-e-Huda
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:15 Dars-e-Hadith
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News
21:15 Jalsa Salana Germany Address: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 1st August 2004 in the ladies session. [R]
22:05 Rah-e-Huda [R]
23:35 Friday Sermon [R]

Sunday 25th October 2009

00:40 MTA World News
01:00 Yassarnal Qur'an
01:20 Tilawat
01:30 Liqaa Ma'al Arab: Recorded on 10th August 1995.
02:30 Ashab-e-Ahmad
03:05 MTA World News
03:30 Friday Sermon recorded on 9th October 2009.
04:30 Faith Matters
05:35 MTA Travel: Milford Sound in New Zealand
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Children's Class with Huzoor, recorded on 19th March 2005
07:45 Faith Matters
08:50 MTA Variety: a documentary on the extreme snowfall in Edmonton, Canada.
09:20 Huzoor's Tours: coverage of Huzoor's tour of Denmark in 2005.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 18th May 2007.
12:00 Tilawat & & Dars-e-Hadith
12:55 Yassarnal Qur'an
13:15 Bengla Shrompochar
14:10 Friday Sermon: recorded on 23rd October 2009 from Baitul Futuh, London.
15:15 Children's Class [R]
16:25 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Children's Class [R]
21:45 Friday Sermon [R]
22:45 Huzoor's Tours [R]
23:25 Seerat-un-Nabi

Monday 26th October 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:30 MTA International News
01:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 15th August 1995.
02:05 Friday Sermon: recorded on 23rd October 2009
03:10 MTA World News
03:25 MTA Variety: a documentary on the extreme snowfall in Edmonton, Canada.
04:00 Question and Answer Session: Recorded on 14th December 1996.
05:25 Seerat-un-Nabi
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 MTA International News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 26th March 2005.
08:15 Le Francais C'est Facile
08:50 French Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 6th July 1998.
09:55 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 28th August 2009.
11:25 Jalsa Salana Speeches: a speech delivered by Maulana Muhammad Umar on the occasion of Jalsa Salana Qadian 2009.
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith
12:55 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon
15:00 Jalsa Salana Germany 2004: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 1st August 2004 during the ladies session.
15:50 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:55 French Mulaqa'at [R]
18:00 MTA World News
18:20 Arabic Service
19:10 Liqaa Ma'al Arab: Recorded on 16th August 1995.
20:10 Le Francais C'est Facile
20:35 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
21:35 Friday Sermon [R]
22:35 Medical Matters [R]
23:45 MTA World News

Tuesday 27th October 2009

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
00:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th August 1995.
01:55 MTA World News
02:15 Friday Sermon [R]
03:15 French Mulaqa'at [R]
04:20 Medical Matters
05:25 Jalsa Salana Speeches: a speech delivered by Maulana Muhammad Umar on the occasion of Jasa Salana Qadian 2009.
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Atfal with Huzoor, recorded on 27th March 2005.
08:10 Question and Answer Session recorded on 22nd November 1996.
09:30 Spotlight: interview with Al Haj Yusuf Edusie.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd January 2009.
12:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Yassarnal Qur'an
13:30 Bangla Shomprochar
14:30 Lajna Imaillah Ijtema: address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 4th November 2007 during the Lajna Imaillah Ijtema.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
16:15 Question and Answer Session [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 23rd October 2009.
20:35 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:10 Lajna Imaillah Ijtema [R]
22:45 Intikhab-e-Sukhan [R]

Wednesday 28th October 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:30 Yassarnal Qur'an
00:55 MTA News
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th August 1995.
02:30 Spotlight: interview with Al Haj Yusuf Edusie.
03:00 MTA World News
03:30 Learning Arabic
04:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 22nd November 1997.
05:20 Lajna Imaillah Ijtema [R]
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Children's Class with Huzoor, recorded on 2nd April 2005.
07:55 Homeopathy
08:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 29th November 1997.
09:30 Indonesian Service
10:30 Swahili Service
11:50 Tilawat, Dars-e-Hadith
12:05 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st February 1985.
13:15 Bangla Shomprochar
14:20 Jalsa Salana Germany 2004: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 22nd August 2004.
15:35 Children's Class [R]
16:35 Question and Answer Session [R]
17:40 MTA World News & Dars-e-Hadith
18:05 Arabic Service
19:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 22nd August 1995.
20:10 MTA International News
20:45 Children's Class [R]
21:40 Jalsa Salana Germany 2004 [R]
22:55 From the Archives [R]

Thursday 29th October 2009

00:05 MTA World News, Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Liqaa Ma'al Arab: Recorded on 22nd August 1995.
01:55 MTA World News
02:30 From the Archives [R]
03:55 MTA Travel: Milford Sound, New Zealand
04:15 Homeopathy [R]
04:45 Jalsa Salana Germany 2004 [R]
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 3rd April 2005.
07:55 Faith Matters
09:00 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th April 1996.
10:05 Indonesian Service
11:20 Pushto Service
12:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:50 Yassarnal Qur'an
13:10 Bengali Service
14:15 Tarjamatul Quran Class: Recorded on 17th November 1998.
15:30 Jalsa Salana Germany 2004: An address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 1st August 2004 during the ladies session.
16:30 Yassarnal Qur'an [R]
16:50 English Mulaqat [R]
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Tarjamatul Quran Class
22:45 Jalsa Salana Address [R]
23:40 MTA Variety: concluding prize distribution ceremony of Taleem-ul-Qur'an Class.

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 16 Friday 16 October , 2009 Issue No. 42

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

فکرِ قرآن کا ارتقاء اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مولانا جلال الدین رومی (1207ء۔ 1272ء) کے صوفیانہ خیالات کا شاہکار ان کی مثنوی ہے جس کے متعلق مشہور ہے ؎

مثنوی مولوی معنوی
ہست فرقاں در زبان پہلوی

برصغیر کے سنّی علماء انہیں ''تصوف کا بادشاہ'' اور ''مذہبی فلسفہ کا امام'' قرار دیتے ہیں۔ مولانا نے مثنوی کے دفتر سوم میں قرآن مجید کو عصائے موسیٰ سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

ہست قرآں مر ترا ہمچو عصا
کفر ہا را کشد چو اژدھا

(قرآن تمہارے لئے حضرت موسیٰ کی لاٹھی کی طرح ہے جو اژدہا کی طرح کفروں کو نگل جائے گا)

تو اگر در زیر خاکے خفتہء
چوں عمالش داں تو آں چہ گفتہ

(تو اگر چہ مٹی میں خوابیدہ ہو۔ جو کچھ تو نے کہا ہے اس کو موسیٰ کی لاٹھی کی طرح سمجھو)

گرچہ باشی خفتہ تو در زیرخاک
چوں عصا آگہ بود آں گنت پاک

ترجمہ شعر کا یہ ہے کہ اگرچہ تم مٹی کے نیچے سوئے ہوئے ہو موسیٰ کے عصا کی طرح وہ پاک کلام باخبر رہے گا۔

علامہ رومی فرماتے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ کا عصا حضرت موسیٰ کی نیند کے باوجود چرایا نہ جا سکا اسی طرح آنحضرت ﷺ کے وصال مبارک کے بعد آج تک دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت قرآن مجید کے حرف، نقطہ یا شعشہ تک میں تبدیلی نہیں کر سکی ؎

ہوا اسلام کیوں ممتاز دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کے بعد چودھویں صدی میں حضور کی بشارت کے مطابق قرآن کو دوبارہ ثریا سے زمین پر لائے۔ اس لئے قرآن مجید کی اصل شان کی جلوہ گری دنیا میں آپ کے ذریعہ سے ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فلسفہ رومی کے مقابل ڈنکے کی چوٹ یہ منادی فرمائی ؎

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو دیکھا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

❁ ❁ ❁

قرآنی عجائبات کی ایک نادر مثال

1988ء میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا جس کے دوران سوال وجواب کی مجالس میں شرکت کے علاوہ خطبات جمعہ کی بھی توفیق ملی۔ ایک دفعہ مجھے قرآن مجید کی آیت اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ (سورۃ الفتح: 30) کی طرف خاص توجہ ہوئی کہ اسی کو آج موضوع خطبہ بنانا چاہئے۔ اس خیال کے آتے ہی مَیں بعض احمدی نوجوانوں کے ساتھ بذریعہ کار ابوظبی کی لائبریری پہنچا۔ ریسرچ کے دوران مجھ پر ''مفردات راغب'' کی لغت سے یہ نیا نکتہ کھلا کہ اَشِدَّآء شدید کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں قابل اعتماد شخص، قوی، عالی پایہ، بہادر اور شیر۔

چنانچہ خاکسار نے مخلصین جماعت سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو بھیڑوں سے تشبیہ دی ہے مگر ربّ محمدؐ نے اپنے محبوب کی اُمّت کو شیر قرار دیا ہے اور علامہ دمیری نے کتاب الحیوان میں لکھا ہے کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے کسی کا شکار نہیں کھاتا بلکہ خود شکار کرتا ہے اور بقیہ دوسروں کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ اپنا اثر بھی پر ڈالتا ہے۔ مگر کسی جانور سے متاثر نہیں ہوتا اور ''آخرین'' کے مبارک گروہ میں شامل ہونے کے باعث ہمارا کردار بھی شیر ہی کا ہونا چاہئے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں ؎

خدا کے شیرو تمہیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا
گرجتے آگے بڑھو کہ زیرنگیں کرو ہر مقام کہنا
کلید فتح وظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر
نشان فتح وظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

❁❁❁❁❁❁

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی خدانمائی کا کھلا ورق

جناب ڈاکٹر محمد اسحٰق خلیل صاحب (ابن حضرت ماسٹر محمد ابرہیم صاحب خلیل مجاہد یورپ وافریقہ) تحریر فرماتے ہیں:

''یو این او'' جنرل اسمبلی کے سترھویں اجلاس کی صدارت کے لئے سری لنکا کے حریف امیدوار کی مخالفت کے باوجود ان کا انتخاب معجزانہ سمجھا جاتا تھا۔ اب کی دنیا بھر کی اقوام کے سامنے بحیثیت صدر پہلی تقریر ہونا تھی جس کا آغاز سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی ان آیات سے ہوا۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ۔ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔ (طٰہٰ: 26تا29)۔

کلام الٰہی سے جس قدر مغربی لوگ متاثر ہوئے تھے اس کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ شہرۂ آفاق امریکی جریدہ "Times" نے ان کے انتخاب کی تفصیلات دیتے ہوئے انہی آیات کا ترجمہ اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

''اے اللہ! میرے سینے کو کھول دے اور میرا امر میرے لئے آسان کردے اور میری زبان کی عقدہ کشائی فرما۔ اس طرح کہ وہ میری بات سمجھے۔

یو این او ہی کا ایک اور واقعہ مجھے موصوف کی زبان سے سننے کا موقع ملا۔ اُن دنوں روس نے نیا نیا ایک مصنوعی سیارہ فضا میں چھوڑا تھا جو معینہ پروگرام کے مطابق واپس پہنچ گیا۔ روس کے اس تجربہ کی بڑی دھوم دھام بلکہ فخر وتفاخر تھا۔ روس والوں کا ہستی باری تعالیٰ سے انکار تو معلوم ہی ہے لیکن ادھر خداوند کریم پر چوہدری صاحب ایسے راسخ العقیدہ کا ایمان بھی زبان زد عام تھا۔ اقوام متحدہ ہی کی عمارت میں روسی نمائندے نے چوہدری صاحب کو دیکھتے ہی کہا کہ ''ہمارا مصنوعی سیارہ فضا میں چکر لگا کے آ گیا ہے وہاں اسے کوئی خدا نظر نہیں آیا۔ چوہدری صاحب نے انہیں قرآن کریم کی زبانی ہی جواب دیا کہ یہ خام خیالی نئی بات نہیں۔ خود فرعون کو بھی یہی خیال تھا کہ خدا کہیں اوپر موجود ہو تو ہو یا وہاں بھی نہ ہو۔

آپؓ نے فوراً ان کے جواب میں قرآن کی یہ آیت پیش فرمائی۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰٓاَیُّھَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ۔ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰھَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓی اِلٰہِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ۔ (القصص:39)

دین متین کی تبلیغ واشاعت کا جذبہ رکھنے والوں کے لئے یہ واقعہ کس قدر مؤثر اور قابل تقلید ہے۔

(''عربی ادب کے شہ پارے'' صفحہ 130-131 تالیف صوفی محمد اسحاق صاحب بی اے۔ فاضل مجاہد افریقہ۔ اشاعت 2000ء)

❁❁❁❁❁❁

ایک درویش چرواہے کی حکایت

حسب ذیل حکایت حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں لکھی ہے۔

''حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن جنگل میں سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک چرواہے کی آواز سنی۔ وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا:

''اے میرے جان سے پیارے خدا! تو کہاں ہے؟ میرے پاس آ میں تیرے سر میں کنگھی کروں۔ جوئیں چنوں۔ تیرا لباس میلا ہوگیا ہے تو اسے دھوؤں۔ نئے نئے کپڑے سی کر تجھے پہناؤں۔ تیرے موزے پھٹ گئے ہوں تو وہ بھی سیوں۔ تجھے تازہ تازہ دودھ پلایا کروں۔ اور اگر تُو بیمار ہو جائے تو تیرے رشتہ داروں سے بڑھ چڑھ کر تیری تیمارداری کروں۔ تجھے دوا پلاؤں، ہاتھ پیروں کی مالش کروں اور جب تیرے آرام کا وقت ہو تو تیرا بستر خوب جھاڑ پونچھ کر صاف کروں۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ تیرا گھر کہاں ہے تو بلاناغہ صبح و شام گھی اور دودھ تیرے واسطے لے آیا کروں۔ پنیر اور روغنی روٹیاں اور خوشبودار دہی کی لسّی یہ سب چیزیں لاؤں۔ غرض میرا کام ہر طرح تجھے خوش رکھنا اور تیری خدمت کرنا ہو۔ میری ساری بکریاں تجھ پر قربان ہوں۔ اب تو آجا۔ تیرے فراق میں میری بے قراری حد سے بڑھ گئی ہے''۔

وہ چرواہا دنیا و مافیہا سے بے خبر ایسی ہی باتیں کر رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے قریب گئے اور کہنے لگے ''ارے احمق۔ تُو یہ باتیں کس سے کر رہا ہے؟''

چرواہے نے جواب دیا:

''اس سے کر رہا ہوں جس نے مجھے اور تجھے پیدا کیا اور یہ زمین آسمان بنائے''۔

یہ سن کر حضرت موسیٰؑ نے غضبناک ہوکر کہا:

''اے او بدبخت۔ تو اس بیہودہ بکواس سے کہیں کا نہ رہا۔ بجائے مومن ہونے کے کافر ہوگیا۔ خبردار آئندہ ایسی لایعنی اور فضول بکواس منہ سے نہ نکالیو۔ اپنے حلق میں روئی ٹھونس لے۔ تیرے اس کفر کی بدبُو ساری دنیا میں پھیل گئی ہے۔ اے بیوقوف! یہ دودھ، لسّی اور روغنی روٹیاں ہم مخلوق کے لئے ہیں۔ کپڑوں کے محتاج ہم ہیں۔ حق تعالیٰ ان حاجتوں سے بے نیاز ہے۔ اگر تُو نے اپنی زبان بند نہ کی تو یاد رکھ غیرت حق آتش بن کر کائنات کو جلا ڈالے گی۔ خدا ایسی خدمتوں سے بے پرواہ ہے۔ وہ نہ بیمار پڑتا ہے نہ اسے تیمارداری کی ضرورت ہے۔ نہ اس کا کوئی رشتہ دار ہے۔ دودھ تو وہ پئے جس کا بدن اور عمر بڑھنے والی ہو اور جو ضعف محسوس کرتا ہو۔ اور موزے وہ پہنے جو پاؤں کا محتاج ہو۔ حق تعالیٰ ان باتوں سے بری ہے توبہ کر اور اس سے ڈر''۔

حضرت موسیٰ کے غیظ وغضب میں بھرے ہوئے یہ الفاظ سن کر چرواہے کے اوسان خطا ہوگئے۔ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا، چہرہ زرد ہوگیا۔ بولا:

''اے خدا کے جلیل القدر نبی! تُو نے ایسی بات کہی کہ میرا منہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا اور مارے ندامت کے میری جان ہلاکت میں پڑ گئی''۔ یہ کہتے ہوئے چرواہے نے آہ سرد کھینچی۔ اپنا گریبان تار تار کیا اور دیوانوں کی طرح سر پر خاک اڑاتا غائب ہوگیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کے لئے کوہ طور پر گئے تو خدا نے ان سے فرمایا:

''اے موسیٰ! تُو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کیوں کیا؟ تُو دنیا میں فصل (جدائی) کے لئے آیا ہے یا وصل (ملاپ) کے لئے''۔

(حکایت رومی صفحہ 18-19۔ ناشر فیروز سنز لاہور)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد